حرمتِ ساز

محمد حسین کلیم ایم، اے

ناشر محمد صدیق کرناٹی

سکریٹری سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ، جموں و کشمیر

بربرشاہ، سری نگر کشمیر ۱۹۰۰۰۱

برائے مفت تقسیم

حرمتِ ساز

محمد حسین کلیم ایم۔اے

ناشر محمد صدیق کرنائی

سکریٹری سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ، جموں وکشمیر

بربرشاہ سری نگر کشمیر ۱۹۰۰۰۱

برائے مفت تقسیم

ہماری زندگی کے دو اصول

کتاب اللہ ـــ سنتِ رسولؐ

اسی اصول کو زندگی کے ہر گوشے میں رائج کرنیکے
لئے "سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں وکشمیر"
تعلیم، تربیت، لٹریچر اور تبلیغ سے ایمان وعمل کی اصلاح
کے لئے ہر لمحہ منزلِ مقصود کی طرف گامزن ہے۔

اس نیک مقصد کی تکمیل میں کیا آپ بھی ہمارا
ساتھ دے سکتے ہیں؟۔

والسلام

سکریٹری سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ
جموں وکشمیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ساگ گانا حرام ہے خواہ گلو کار گائے یا کوئی دوسرا، مجلس میں گائے یا تنہائی میں، اس پر مضمون کے لحاظ سے جو احادیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں پیشِ خدمت رکھ دیں۔ فنی لحاظ یعنی سند کے اعتبار سے احادیث اور بھی تھیں لیکن اردو دانوں کو مضمون سے غرض تھی۔ جو باتیں رہ گئی تھیں وہ اس حصہ میں درج کر دیں۔ زیادہ تر اس حصہ میں حرمت ساز پر قرآن و حدیث اور صلحائے اُمت کی ہدایات پیش کی جائیں گی۔

باجے اتنے ہی بُرے ہیں جتنے بُت

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا پر حق کا بول بالا، باطل کا مُنہ کالا اور اس کا نظام تہ و بالا کرنے آئے تھے۔ اللہ سبحانہ نے فرمایا؛

قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ہ	کہہ دو کہ حق آگیا اور باطل (رسوا ہوکر) مٹ گیا۔ بلاشبہ باطل (حق آجانے پر)
بنی اسرائیل : ۸۱	مٹ جانے والی چیز ہے۔

جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ فتح فرمایا اس وقت آپؐ بیت اللہ میں بُتوں کو لکڑی کی ٹھوکر سے گراتے جاتے اور مندرجہ بالا آیت پڑھتے جاتے تھے۔ (بخاری ۲ : ۶۱۴، مسلم ۲ : ۱۰۲) اور یہ سب اللہ سبحانہ کے حکم سے تھا۔

جس طرح بتوں کو توڑنے کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مامور تھے اللہ کو فتح مکہ کے موقع پر آپؐ سے تین سو ساٹھ بُت تُڑوانا منظور تھے، اسی طرح ساز باجوں کے توڑنے سے بھی آپؐ عند اللہ ماجور تھے۔ کیونکہ جس طرح بُت اور اُن کے پجاری اللہ کی رحمت سے دُور تھے، اسی طرح آلاتِ طرب اور اُن کے بجانے والے بھی اس کی نظر میں مردود و مقہور تھے۔

آپؐ نے فرمایا؛

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ بَعَثَنِیْ رَحْمَۃً وَھُدًی لِّلْعَالَمِیْنَ وَاَمَرَنِیْ اَنْ اَمْحَقَ الْمَزَامِیْرَ وَالْکِبَارَاتِ یَعْنِی الْبَرَابِطَ وَالْمَعَازِفَ وَالْاَوْثَانَ۔

مسند احمد ۵ : ۲۵۷ [۱]

حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے۔ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے نقل کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کے لئے رحمت اور ہدایت بنا کر بھیجا ہے۔ اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں بتوں اور ساز باجوں کو (صفحۂ ہستی سے) مٹا ڈالوں۔

یعنی بت اور آلاتِ طرب دونوں کو ختم کرنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا فریضہ تھا۔ اور یہ بات آپ پیچھے قرآن پاک کے حوالہ سے پڑھ چکے ہیں کہ راگ باعثِ گمراہی ہے۔ اسی طرح ساز باجے بھی گمراہی ہیں۔ اللہ سبحانہ نے اپنے پاکیزہ کلام میں فرمایا:

قَالَ اذْھَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْھُمْ فَاِنَّ جَھَنَّمَ جَزَاؤُکُمْ جَزَاءً مَّوْفُوْرًا ۝ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْھُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَیْھِمْ بِخَیْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِکْھُمْ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْھُمْ وَمَا یَعِدُھُمُ الشَّیْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝

بنی اسرائیل : ۶۳، ۶۴

(اللہ نے) فرمایا "جا تیرا اور تیری پیروی کرنے والوں کا پورا پورا بدلہ دوزخ ہے۔ اور جس پر تیرا بس چلے اسے اپنی آواز سے برانگیختہ کر لینا۔ اور ان پر اپنے سواروں اور پیادوں سے چڑھائی کر دے۔ اور ان کے مال اور اولاد میں حصہ دار بن جا اور ان سے وعدے کرتا رہ۔ اور ان سے شیطان کے وعدے نرا دھوکہ ہے۔

---

[۱] اس پر دو اور بھی حدیثیں ہیں ایک حضرت ابن عباسؓ اور دوسری حضرت علیؓ سے دیکھئے تلبیس ابلیس ص ۲۳۳

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے شیطان کو کھلی چھوٹ ہے کہ جیسے اس کے دل میں آئے کرے اس چھوٹ میں دھمکی ہے کہ ہم بھی نمٹ لیں گے۔

اس میں اللہ سبحانہ نے یہ بھی فرمایا کہ اے شیطان تو جس انسان کو چاہے اپنی آواز سے ابھار لے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہر نافرمانی اور گناہ کا بُلاوا شیطان کی آواز ہے (ابن جریرؒ) اور امام ضحاکؒ نے شیطان کی آواز سے مراد ساز باجوں کی آواز قرار دی ہے۔ (القرطبی)

آلاتِ طرب کا مُوجد شیطان ہے

جس طرح کہ بُتوں کا مُوجد شیطان ہے۔ اس طرح ساز باجوں کا مُوجد بھی شیطان ہی ہے۔ امام قرطبیؒ اپنی شہرۂ آفاق کتاب الجامع لاحکام القرآن میں رقم طراز ہیں:

وکان آدم علیہ السلام اسکن اولاد ھابیل اعلی الجبل وولد قابیل اسفلہ، وفیھم بنات حسان فزمر اللعین فلم یتمالکو ان انحدروا فزنوا۔ ذکرہ الغزنوی القرطبی جزء ۱۰ صفحہ ۲۸۸	حضرت آدمؑ نے ہابیل (اپنے چھوٹے بیٹے) کی اولاد کو پہاڑ کی بلندی پر اور (اپنے بڑے بیٹے) قابیل کی اولاد کو دامنِ کوہ میں بسایا ان کی لڑکیاں خوبصورت تھیں[1] شیطان مردود نے پہاڑ کے زیریں حصہ میں بانسری بجائی جس کی آواز سن کر بالائی لوگ بے اختیار نیچے چلے آئے۔ چنانچہ بدکاری ہونے لگی۔

اور یہ بات پیچھے آپ پڑھ چکے کہ فحاشی شرک سے پہلے وجود میں آئی۔ اور یہاں یہ معلوم ہوا کہ فحاشی کو فروغ شیطان نے ساز کے ذریعہ سے دیا۔ ہابیل سے جو گناہ ہو گیا

---

[1] قابیل اور ہابیل کا قصہ پیچھے گزر چکا ہے۔ دیکھئے پردہ کی بحث میں عنوان "سب سے پہلی فحاشی" ہابیل کی بہن خوبصورت تھی اس لئے اس کی بیٹیاں بھی خوبصورت تھیں۔ کلیم

تھا وہ اس کی ذات اور اس کی بہن تک محدود تھا۔ لیکن معاشرے کی پلیدی میں بنیادی کردار ساز ہی سے ادا کیا گیا۔ اور اس غرض کے پیشِ نظر اس مردود نے ساز کو ایجاد کیا، جس طرح راہِ توحید سے بھٹکانے کی خاطر اس لعین نے بتوں کی اقتراح کی۔ تو جیسے آپؐ کو بتوں کے پاش پاش کرنے کا کام سونپا گیا، اسی طرح ساز باجوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانا آپؐ کا فریضہ مقرر کیا گیا۔

ساز کافرانہ آرٹ ہے

اس کائنات میں سب سے پہلا کافر شیطان لعین ہے جس نے اللہ سبحانہ کے حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنے کے حکم سے انکار کر کے کفر کی بنیاد رکھی۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کو چیلنج کر کے کہا کہ انسانوں کی اکثریت میرے گروپ میں ہوگی۔ اس کے بعد اس نے اپنے گروپ کے لئے ایک مستقل نظام ترتیب دیا۔ اس نظام میں ساز باجوں کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس لئے کہ ان کے ذریعہ فحاشی فروغ پاتی ہے۔ چنانچہ شیطان نے جب سے بتوں کو ایجاد کیا انہیں موجود رکھا۔ اور جب سے اس نے ان آلات کو ایجاد کیا انہیں مٹنے نہ دیا۔ اور بتوں کی پوجا کی طرح ساز باجوں کو کافرانہ تمدن نے سینے سے چمٹائے رکھا۔

ذوجدون شاعر کہتا ہے؛

لدی عزف القیان اذا انتشینا　　واذ نُسقی من الخمر الرحیق[1]

مطلب ہے کہ اسے بیگم معلوم نہیں کب زندگی ختم ہو جائے۔ یہاں بڑے بڑے نہ ہے اس لئے گلوکاراؤں کے سازوں کی آواز سے جو نشہ کی سی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے، اور خالص شراب سے جو کیف طاری ہوتا ہے تو مجھے اس سے مت روک، عیش کوشی کرنے دے۔ شیطان کی بانسری کی ایجاد سے لیکر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تک اور آج تک ساز باجے رہے۔ بہر صورت یہ کافر کی ایجاد ہے، کافرانہ تمدن کی اِک یاد ہے۔ اللہ سبحانہ اس پر سخت ناشاد ہے۔ پرواہ نہ کرنے والے کی عاقبت برباد ہے۔ تمام مخلوق کی اللہ تعالیٰ سے اس پر لعنت کرنے کی فریاد ہے۔

---

[1] سیرت ابن ہشام ۱۰۰/۴ دوسرا شعر، ذوجدون یمن کا ایک کافر شاعر گزرا ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت پہلے ہوا ہے۔ یعنی ہر کافر معاشرے میں ساز رہے ۔ کلیم

سازکی بابت احادیث پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم

جیسا کہ پیچھے راگ سے متعلق پہلی حدیث کے ضمن میں گزرا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف دف کی اجازت ہے بشرطیکہ نابالغ بچیاں دف ماریں۔ اس کے علاوہ اسلام میں ہر ساز حرام ہے۔ ابوداؤد کی حدیث میں ہے:

عَنْ نَافِعٍ قَالَ سَمِعَ ابْنُ عُمَرَ مِزْمَارًا فَوَضَعَ إِصْبَعَيْهِ عَلٰى أُذُنَيْهِ وَنَاى عَنِ الطَّرِيْقِ وَقَالَ لِي يَا نَافِعُ هَلْ تَسْمَعُ شَيْئًا قَالَ فَقُلْتُ لَا فَرَفَعَ إِصْبَعَيْهِ مِنْ أُذُنَيْهِ وَقَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَ مِثْلَ هٰذَا فَصَنَعَ مِثْلَ هٰذَا

دیکھئے ابوداؤد مع عون المعبود جلد ۴ صفحہ ۴۳۴

حضرت نافع سے مروی ہے، بولے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے بانسری کی آواز سنی۔ انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں اور اس راہ سے دور ہٹ گئے (اسی حال میں نافع سے پوچھا) "نافع آواز آرہی ہے؟" میں نے عرض کیا "نہیں جناب" تو انہوں نے کانوں سے انگلیاں ہٹالیں اور بولے "میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ آپؐ نے ایسی ہی آواز سنی تھی۔ اور (آواز سن کر) ایسا ہی کیا تھا جس طرح میں نے کیا ہے۔"

امام ابوداؤد نے اس حدیث کو روایت کرکے لکھا ہے ھذا حدیث منکر یعنی یہ حدیث غیر معتبر ہے۔ یہ بات جوازِ سماع کے قائل بڑے شد و مد کے بطور دلیل پیش کریں گے۔ لیکن ابوداؤد کی اس حدیث کا کوئی راوی غیر معتبر نہیں جس کی وجہ سے حدیث پر یہ حکم لگایا جاسکتا۔ اس کے علاوہ اس حدیث کے راویان اس کے روایت کرنے میں تنہا نہیں کہ ان کے علاوہ یہ حدیث کسی اور سے مروی نہ ہو۔ یہ حدیث مسند ابویعلی اور طبرانی میں الگ الگ راویوں سے مروی ہے۔ اور وہ راویان بھی ثقہ یعنی معتبر ہیں جو کہ ابوداؤد کی اس حدیث کے صحیح ہونے کا فنی لحاظ سے قوی

ثبوت ہے۔[1]

ایک اشکال کا جواب

جب حدیث زمانہ سے طالب علمی میں پڑھی تو ذہن میں اشکال پیدا ہوا کہ کیا حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ اور پھر حضرت نافع کے لئے بانسری کی آواز سننا جائز تھا؟ ایک دن دوران خطبہ یہ حدیث بیان کرنے کے ساتھ ہی ذہن میں اس اشکال کا جواب آگیا کہ آپؐ اور عبداللہؓ بن عمرؓ کا کانوں کو انگلیوں سے بند کر لینا بطور احتیاط تھا اور ساتھی کو کان بند کرنے کا حکم نہ دینا بطورِ تعلیم تھا کہ بحالت اضطراری اگر کان میں آواز پڑ جائے تو سننے والا گنہگار نہیں۔ ہاں اگر بازار میں جاتے ہوئے کان میں آواز پڑی اور اس نے اشتیاق سے دھیان دے کر سُنی تو وہ مجرم ہے۔ بعض سامعین کا سوال تھا کہ راہ چلتے اگر کان میں میوزک کی آواز پڑے تو کیا کریں؟ اس پر ذہن میں یہ حدیث آئی اور یہ جواب اُبھرا۔ اور جب عون المعبود دیکھی تو یہی جواب محدثین نے دیا تھا۔ الحمدللہ الذی ھدانی لھذا۔

حضرت ابو امامہؓ کی روایت سے یہ ثابت ہوا کہ ساز باجوں کو بھی توڑنے کے لئے آپؐ تشریف لائے۔ اور حضرت عبداللہؓ کی روایت سے یہ تعلیم ملی کہ ساز کی آواز سے مسلمان کو اپنے کان بچانے چاہئیں۔

ان دو احادیث کے علاوہ پہلے راگ کی برائی میں تین احادیث گزر چکی ہیں ایک حضرت ابو موسیٰؓ کی روایت جو بخاری، زوائد ابن حبان اور ابن ماجہ کے حوالے سے گزری ہے، جس میں شراب پینے اور آواز و ساز سننے والوں کے زمین میں دھنسایا جانے کا ذکر ہے۔ دوسری حضرت علیؓ کی روایت بحوالہ ترمذی جس میں امت کی پندرہ بُرائیوں کا ذکر ہے تیرھویں بُرائی گلوکارائیں اور چودھویں بُرائی ساز باجے۔ ان کا انجام

---

[1] عون المعبود شرح حدیثِ مذکور

آپؐ نے دھنسایا جانا، شکلوں کا بگڑ جانا اور سرخ ہواؤں کے طوفان فرمایا۔ اور تیسری وہ حدیث جو راگ کی برائی میں نویں حدیث ہے۔ آپؐ نے نغمہ سرائی کے وقت ساز کی دھنوں کو ملعون فرمایا۔ اس طرح ساز کی برائی میں پانچ احادیث ہدیۂ قارئین کی جاچکیں۔

چھٹی حدیث - باجے شراب کی طرح حرام ہیں

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ الْخَمْرَ وَالْمَیْسِرَ وَالْکُوْبَۃَ قَالَ وَکُلُّ مُسْکِرٍ حَرَامٌ قَالَ سُفْیَانُ فَسَأَلْتُ عَلِیَّ بْنَ بَذِیْمَۃَ عَنِ الْکُوْبَۃِ قَالَ الطَّبْلُ ۔ مسند احمد ۱: ۲۷۴ ابو داؤد مع عون ۳ : ۳۸۲

حضرت ابن عباسؓ بولے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" بلاشبہ اللہ نے شراب، جوا اور ڈھولک حرام فرمائے ہیں۔ اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے"۔ سفیان نے کہا" میں نے (اپنے استاد) علی بن بذیمہ سے پوچھا کہ کوبہ کسے کہتے ہیں؟ بولے" طبل (ڈھولک) کو کہتے ہیں۔

اسی مضمون میں ایک دوسری حدیث ہے، جس کے الفاظ میں ایک اور ساز کا ذکر ہے۔ حدیث یوں ہے۔

عَنْ قَیْسِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ رَبِّیْ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی حَرَّمَ عَلَیَّ الْخَمْرَ وَالْکُوْبَۃَ وَالْقِنِّیْنَ۔ مسند احمد ۳: ۴۲۲

حضرت قیسؓ بن سعدؓ بن عبادہ سے ہے کہ بلاشبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" یقیناً میرے رب تبارک وتعالیٰ نے مجھ پر شراب، ڈھولک اور تنبورہ حرام فرمادیئے۔

قِنِّیْن کا معنی نہایہ میں الطنبور کیا ہے۔ اور یہی معنی مجدالدین فیروز آبادی نے کیا ہے۔ امام ابن القیم اس لفظ کا یہ معنی امامِ لغتِ عربی ابن اعرابی[1] کی طرف منسوب

---

[1] نحو اور لغت عرب کے مایۂ ناز علامہ تھے۔ پورے حالات ابن خلکان ۴ : ۳۰۶ پر دیکھئے

کرتے ہیں۔ دیکھئے اغاثۃ اللھفان ۱: ۲۷۹ تنبورہ جسے پنجاب میں تونبہ کہا جاتا ہے، ستار کی ایک قسم ہے جس کا ایک ہی تار ہوتا ہے۔

آلاتِ طرب کا بیوپار

شریعتِ اسلام میں جس چیز کا استعمال حرام ہے اُس کے ذریعہ حصولِ مال بھی حرام ہے۔ شراب پینا حرام ہے تو اس کا ہر طرح سے دھندا حرام ہے۔ جُوا کھیلنا حرام ہے تو جُوا کھیلنے کے تمام آلات حرام اور ان کی تجارت حرام ہے۔ ایسے ہی ساز بجانا اور سُننا حرام ہے تو باجے بنانا اور بیوپار کرنا بھی حرام ہے۔ پہلے جو حدیث "ساز بتوں جیسے بُرے ہیں" کے عنوان کے نیچے گزری ہے اس کے آخر میں ہے۔

وَلَا يَحِلُّ بَيْعُهُنَّ وَلَا شِرَاءُ هُنَّ وَلَا تَعْلِيمُهُنَّ وَلَا تِجَارَةُ فِيْهِنَّ وَ ثَمَنُهُنَّ حَرَامٌ يَعْنِي الضَّارِبَاتِ۔

مسند احمد ۵ : ۲۶۸

اور نہ انہیں بیچنا حلال ہے نہ خریدنا نہ انہیں (ساز بجانے اور گانا گانے کا) فن سکھانا درست ہے، اور نہ ہی ان کا بیوپار جائز ہے اور ان کا مول حرام ہے۔ یعنی ساز بجانے والیوں کا۔

ان عورتوں کا یہی جرم کہ وہ ساز نوازئیں ہیں۔ اس لئے ساز بھی بُرے اور ان کا بیوپار بھی حرام۔

ساز باجے توڑ دینے چاہئیں

اوپر حدیث گزری کہ بت اور باجے توڑنا اللہ سبحانہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فریضہ مقرر فرمایا تھا[ا] گو اس میں ایک ضعیف راوی ہے تاہم بخاری مسلم کی بتوں کو توڑ دینے والی حدیث اس کی تائید کرتی ہے۔ اس کے علاوہ آپؐ نے یمن کا

ا حضرت علیؓ سے بھی مرفوعاً حدیث آئی ہے آپؐ نے فرمایا کہ مجھے ساز باجے توڑنے کو بھیجا گیا ہے تلبیس ص ۲۳۳

بت خانہ ذوالخلصہ صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے حضرت جریرؓ کو بھیجا۔[1] حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بھیجا کہ جو تصویر (جاندار مخلوق کی) دیکھو اسے مٹا دو۔ اور جو قبر مقدار سے اونچی پاؤ اسے مقدار کے برابر کر دو۔[2]

قرآن حکیم میں جوئے سے منع کیا گیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جوا کھیلنے کے آلات مثلاً شطرنج وغیرہ توڑ دیا کرتے تھے۔[3] اس لئے کہ بتوں کی قرآن حکیم میں برائی ہے اور آپؐ نے بت توڑے اور تڑوائے۔ یہ احادیث مسند احمد کی حدیث کی تائید کرتی اور اس کے ضعف کا ازالہ کرتی ہیں۔

حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث، کہ آپؐ نے فتح مکہ کے دن بتوں کو لکڑی کی ٹھوکر سے گرا دیا تھا، کی شرح میں لکھتے ہیں۔

قال الطبری، فی حدیث ابن مسعود جواز کسر الآت الباطل و مالا یصلح الا فی المعصیة[4] ۶، ۷

امام طبریؒ نے کہا کہ حضرت عبداللہؓ بن مسعود کی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ باطل کاموں کے ہر قسم کے آلات جن کا گناہ کے سوا کوئی مصرف نہیں توڑ دینے چاہئیں۔

اور امام طبریؒ کے اس استدلال کو امام بخاریؒ کا یہ اجتہاد تقویت دیتا ہے جو انہوں نے اسی حدیث پر باب باندھا ہے کہ شراب کے مٹکے توڑ دینے اور مشکیزے جلا دینے چاہئیں۔ بخاری کتاب المظالم باب ھل تکسر الدنان الخ۔ اور امام بخاریؒ اپنے اس اجتہاد کی تائید میں قاضی شریح بن حارث، جن کو حضرت عمرؓ اور پھر حضرت علیؓ نے کوفہ کا جج مقرر کیا تھا، کا یہ فیصلہ بھی درج کرتے ہیں کہ:

---

[1] بخاری کتاب الجہاد باب حرق الدور والنخیل نیز ابوداؤد ترمذی وغیرہ
[2] مسلم ا ۳۱۲ اصح المطابع ابوداؤد مع عون ۳ : ۲۰۷ وغیرہ
[3] طبقات ابن سعد ۴ : ۱۶۴
[4] فتح الباری مطبوعہ مصطفی البابی الحلبی ۱۹۵۹ء

وَ اُتِيَ شُرَيْحٌ فِيْ طُنْبُوْرٍ كُسِرَ فَلَمْ يَقْضِ فِيْهِ بِشَيْءٍ۔ امام شریح کے پاس مقدمہ آیا۔ کسی نے کسی کا تنبورہ توڑ دیا تھا۔ امام شریح نے توڑنے والے کو کچھ نہ کہا (کیونکہ اُس نے اچھا کام کیا تھا)

اور ترمذی میں ہے حضرت ابو طلحہؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ میں نے اپنے زیرِ کفالت یتیموں کے سرمایہ سے شراب خریدی تھی یعنی شراب کا حکم نازل ہونے سے پہلے، آپؐ نے فرمایا" شراب گرا دو اور جن مشکوں میں وہ بھری ہوئی ہے، انہیں توڑ دو۔ؑ آپؐ نے صرف شراب گرا دینے کے حکم پر کفایت نہیں فرمائی بلکہ ان مشکوں کو توڑ دینے کا بھی حکم صادر فرمایا جن کا شراب محفوظ رکھنے کے سوا کوئی مصرف نہ تھا۔

اور مسند احمدؒ میں ہے آپؐ چھری لے کر گئے اور مدینہ منورہ کے بازار میں وہ مشکیزے جن میں شراب بھری جاتی تھی، چھری سے پھاڑ ڈالے۔ باقی ماندہ کو پھاڑ دینے کا حکم دے کر آپؐ واپس آگئے۔ؑ یہ مشکیزے شام سے منگوائے گئے تھے۔ غالباً یہودیوں نے منگوائے تھے کیونکہ شراب حرام ہونے اور شراب کے مخصوص برتنوں کو توڑ دینے کا حکم وارد ہونے کے بعد صحابہؓ قطعاً آپؐ کی نافرمانی نہیں کر سکتے تھے۔

یہ تمام احادیث و آثار مسند احمد کی اس حدیث کی جن میں ساز باجوں کے توڑ دینے کا ذکر ہے اور سازندوں کی تعلیم و تربیت اور خرید و فروخت کے حرام ہونے کا حکم ہے تائید کرتے ہیں اور باوجود سند کے ضعیف ہونے کے اس کے متن کے قوی ہونے کی شہادت فراہم کرتے ہیں۔ نیز ساز سننے والوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانے والی احادیث، جو ہم نیچے درج کر رہے ہیں، بھی اس ضعیف حدیث کے مضمون کے صحیح ہونے

لے ترمذی مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی صفحہ ۲۰۶

لے جلد ۲ صفحہ ۱۳۲، ۱۳۳

کی گواہی دے رہی ہیں کیونکہ ان احادیث میں راگ، شراب اور ساز تینوں کو موجب عذاب فرمایا گیا ہے۔ اور یہ احادیث سند و متن دونوں کے لحاظ سے بالکل صحیح ہیں۔ اس کے علاوہ آگے احادیث آرہی ہیں کہ آپؐ نے اور آپؐ کے صحابہؓ نے ساز کو توڑ اور کاٹ کر پھینک دیا۔ (دیکھئے حدیث نمبر ۱۴، ۱۵، ۱۷)

ساز کے رسیاؤں کو انتباہ

جن لوگوں نے اوڑھ تو رکھا ہے مسلمانی کا لبادہ۔ لیکن ہیں وہ میوزک کے دلدادہ اور ہر وقت ساز سے سمع نوازی پر آمادہ۔ کیا انہیں معلوم ہے کہ فرماتے ہیں اللہ کے فرستادہؐ؟ آپؐ فرما گئے ہیں کہ ان مسلمانوں کا یہ جادہ موجب عذاب الٰہی مثلِ بادہ ہے، اور ہر آن تباہی و بربادی مول لینے کا ارادہ۔

عَنْ اَبِیْ عَامِرٍ اَوْ اَبِیْ مَالِكٍ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَیَكُوْنَنَّ مِنْ اُمَّتِیْ اَقْوَامٌ یَسْتَحِلُّوْنَ الْحِرَ وَالْحَرِیْرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ وَلَیَنْزِلَنَّ اَقْوَامٌ اِلٰی جَنْبِ عَلَمٍ یَرُوْحُ عَلَیْهِمْ بِسَارِحَةٍ لَّهُمْ یَاْتِیْهِمْ یَعْنِیْ الْفَقِیْرُ لِحَاجَةٍ فَیَقُوْلُوْنَ ارْجِعْ اِلَیْنَا غَدًا فَیُبَیِّتُهُمُ اللّٰهُ وَیَضَعُ الْعَلَمَ وَیَمْسَخُ اٰخَرِیْنَ قِرَدَةً وَّخَنَازِیْرَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ

بخاری ۲، ۸۳۷ اصح المطابع، موارد الظمآن ص۳۳۶

حضرت ابو عامرؓ یا حضرت ابو مالکؓ سے مروی ہے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ نے فرمایا "میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو بدکاری، ریشم، شراب اور ساز باجوں کو حلال سمجھیں گے (اس طرح کے) کچھ لوگ ایک پہاڑ کے دامن میں فروکش ہوں گے، شام کے وقت ان کے چرواہے چوپایوں کو وہیں لے کر لوٹیں گے۔ ان کے پاس ضرورتمند اپنی ضرورت سے آئے گا۔ تو وہ کہیں گے کہ کل آنا۔ لیکن بوقت شب ان پر عذاب الٰہی نازل ہوگا کہ اللہ ان پر پہاڑ گرا دے گا (جو انہیں کچل ڈالے گا) اور کچھ لوگوں کو وہ قیامت کے دن تک ان کی صورتیں

مسخ کر کے بندر اور خنزیر بنا ڈالے گا۔

حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ زنا، شراب، ریشم پہننے[1] اور ساز باجوں سے محظوظ ہونے والے، اور صرف محظوظ ہی نہیں بلکہ انہیں جائز اور حلال سمجھنے والے لوگ مزے کے شب و روز گزار رہے ہوں گے۔ ان کے کارندے اور ملازمین ان کی خدمت انجام دے رہے ہوں گے ان کی بداعمالیوں کی سزا ان کے سر پر منڈلا رہی ہوگی۔ مگر انہیں اس کا ذرہ برابر احساس نہ ہوگا۔ اور عیش کوشیوں میں اس قدر مگن اور غفلت میں اس طور پر ڈوبے ہوں گے کہ لین دین کے منصوبے بنا کر بستروں پر محوِ استراحت ہوں گے کہ عرش سے انہیں کچل دینے اور بعض کی شکلیں مسخ کر دینے کا حکم نازل ہوگا۔

آٹھویں حدیث - ہوا کا عذاب

اوپر بخاری اور ابن حبان کی جو اعلیٰ درجہ کی صحیح حدیث گزری، یہ ساز باجوں کی مذمت میں ساتویں حدیث تھی۔ اس میں دو طرح کے عذاب کا ذکر ہے۔ اس آٹھویں حدیث میں تیسری قسم کے عذاب کا ذکر ہے۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ تَبِیْتُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِیْ عَلٰی اَکْلٍ وَّ شُرْبٍ وَّلَھْوٍ وَّلَعِبٍ ثُمَّ یُصْبِحُوْنَ قِرَدَةً وَّ خَنَازِیْرَ فَیُبْعَثُ عَلٰی اَحْیَاءٍ مِّنْ اَحْیَائِھِمْ رِیْحٌ فَتَنْسِفُھُمْ کَمَا نَسَفَتْ مَنْ کَانَ قَبْلَھُمْ

حضرت ابو امامہؓ سے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ فرمایا "میری امت کا ایک گروہ (حرام) کھانے پینے اور (حرام) کھیل کود میں مصروف رہ کر رات گزاریں گے۔ اور صبح کے وقت انہیں بندر اور خنزیر بنا دیا جائے گا۔ اور ان میں سے کچھ لوگوں پر تند و تیز ہوا بھیجی جائے گی جو انہیں اس طرح اٹھا اٹھا کر زمین پر پٹخے گی

---

[1] مسلمان مرد کے لئے سونا اور ریشم پہننا حرام ہے۔ عورت پہن سکتی ہے۔ کلیم

بِاسْتِحْلَالِهِمُ الْخُمُوْرَ وَضَرْبِهِمْ بِالدُّفُوْفِ وَاتِّخَاذِهِمُ الْقَيْنَاتِ
مسند احمد ۵: ۲۵۹

جس طرح ان سے پہلے گزرنے والوں کو اُس نے پٹخا۔ ان کا جرم یہ ہوگا کہ انہوں نے شراب پی، ساز بجائے اور گلوکارائیں رکھیں۔

دَف بجانا صرف شادی بیاہ اور عید کے موقعہ پر جائز ہے جبکہ نابالغ بچیاں بجائیں۔

اس حدیث نے ترمذی کی اس ضعیف حدیث کی تائید کر دی جو چوتھی تدبیر میں آگ کی بُرائی کے سلسلہ میں تیسری حدیث ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے مروی ہے اُس میں بھی ہوا کے عذاب کا ذکر ہے اور اِس میں بھی اور پہلی حدیث کی بھی تائید کر دی جس میں مدینہ کے ایک ہیجڑے کو آپؐ کے ڈانٹنے اور دَف بجا کر پاکیزہ شعر گا کر روزی کمانے سے روکنے کا ذکر ہے۔

نویں حدیث۔ زمین میں دھنسا دینے اور پتھروں کی بارش کا عذاب

امام ابن ابی الدنیا (۲۰۸ھ — ۲۸۲ھ) جلیل المرتبت محدّث گزرے ہیں۔[1] وہ ایک حدیث لاتے ہیں:

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ فِي أُمَّتِي خَسْفٌ وَّ قَذْفٌ وَّ مَسْخٌ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَتٰى؟ قَالَ

حضرت سہل بن سعد ساعدی سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میری اُمّت کے کچھ لوگوں کو (زمین میں) دھنسایا جائے گا۔ بعض پر سنگباری اور بعض کی صورتیں مسخ کر دی

---

[1] ان کے حالاتِ زندگی البدایۃ والنہایۃ ۱۱: ۷۱، فوات الوفیات ۱: ۴۹۴ اور اتحاف النبلاء المتقین از نواب صدیق الحسن صفحہ ۲۸۲ پر دیکھئے۔ تینوں جگہ الگ الگ جواہر ملیں گے۔ کلیم

إِذَا ظَهَرَتِ الْمَعَازِفُ وَالْقَيْنَاتُ وَاسْتُحِلَّتِ الْخَمْرَةُ۔

تلبیس ابلیس صفحہ ۲۳۴

اغاثۃ اللهفان ۱ : ۲۷۹ - امام ابن قیمؒ نے سند بھی دی ہے۔

جائیں گی۔" صحابہؓ نے دریافت کیا یا رسول اللہ کب ؟ فرمایا "جب ساز باجے اور گلوکارائیں عام ہو گئے اور شراب (نام بدل کر) حلال کر لی گئی۔

دسویں حدیث ۔ مندرجہ بالا حدیث کی تفصیل

قرآن حکیم کی طرح حدیثِ رسولؐ میں بھی بعض جگہ بات مجمل ہوتی ہے۔ اور دوسری جگہ اس اجمال کی تفصیل وارد ہوتی ہے۔ یہ حدیث اوپر مندرج حدیث کے اجمال کی تفصیل ہے۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَبِيْتُ قَوْمٌ مِّنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰى طُعْمٍ وَّ شُرْبٍ وَّ لَهْوٍ فَيُصْبِحُوْنَ وَقَدْ مُسِخُوْا قِرَدَةً وَّ خَنَازِيْرَ وَ لَيُصِيْبَنَّهُمْ خَسْفٌ وَّ قَذْفٌ حَتّٰى يُصْبِحَ النَّاسُ فَيَقُوْلُوْنَ خُسِفَ اللَّيْلَةَ بِدَارِ فُلَانٍ خُسِفَ اللَّيْلَةَ بِبَنِيْ فُلَانٍ وَلَيُرْسَلَنَّ عَلَيْهِمْ حِجَارَةٌ مِّنَ السَّمَاءِ كَمَا اُرْسِلَتْ عَلٰى قَوْمِ لُوْطٍ عَلٰى قَبَائِلَ فِيْهَا وَعَلٰى دُوْرٍ فِيْهَا،

حضرت ابو امامہؓ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا" اس اُمت کے کچھ لوگ کھا، پی اور کھیل کود کے محو استراحت ہو جائیں گے۔ صبح ہو گی تو ان کی شکلیں مسخ کر کے انہیں بندر خنزیر بنا دیا جائے گا۔ بعض کو دھنسا دیا اور بعض کو سنگسار کر دیا جائے گا۔ صبح ہر سو چرچا ہوگا' کوئی کہے گا کہ آج رات فلاں شخص کا گھر زمین میں دھنس گیا، کوئی پورے قبیلہ کے دھنس جانے کی خبر دے گا۔ اور آسمان سے پتھروں کا مینہ برسے گا جس طرح کہ قوم لوطؑ سے ہوا تھا یعنی بعض گھروں اور بعض قبیلوں پر۔ اور بعض کو اُس بانجھ ہوا کے عذاب کا

وَلَيُرْسَلَنَّ عَلَيْهِمُ الرِّيحَ الْعَقِيمُ الَّتِي اَهْلَكَتْ عَادً بِشُرْبِهِمُ الْخَمْرَ وَاَكْلِهِمُ الرِّبَا وَاتِّخَاذِهِمُ الْقَيْنَاتِ وَقَطِيعَتِهِمُ الرَّحِمَ۔

سامنا کرنا ہوگا جس ہوا نے قوم عاد کو تہس نہس کیا۔ اس لئے کہ ان لوگوں نے گئی راتؒ شراب پی، سودی کاروبار کرتے رہے، سازو آواز کے رسیا تھے۔ اور رشتہ داری کا دھیان نہ رکھتے تھے۔

رواہ ابن ابی الدنیا۔ اغاثۃ اللھفان ۱: ۲۸۱

مندرجہ بالا حدیث کی سند میں فرقد سبخی تابعی ہے جسے بعض محدثین نے ضعیف بتایا ہے۔

گیارھویں حدیث۔ صوم وصلاۃ بھی اس عذاب کو نہ ٹالیں گے

یہ حدیث بھی ابن ابی الدنیاؒ کی ہے۔ امام ابن قیمؒ نے اسے ضعیف نہیں بتایا۔

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُمْسَخُ قَوْمٌ مِّنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ فِي اٰخِرِ الزَّمَانِ قِرَدَةً وَخَنَازِيرَ۔ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَلَيْسَ يَشْهَدُونَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ؟ قَالَ بَلٰى، وَيَصُومُونَ، وَيُصَلُّونَ، وَيَحُجُّونَ۔ قِيلَ فَمَا بَالُهُمْ؟ قَالَ اتَّخَذُوا الْمَعَازِفَ وَالدُّفُوفَ وَالْقَيْنَاتِ فَبَاتُوا عَلٰى شُرْبِهِمْ وَلَهْوِهِمْ

حضرت ابوہریرہؓ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "آخری وقتوں میں اس اُمت کے کچھ لوگوں کی شکلیں بگاڑ کر بندروں خنزیروں جیسی بنادی جائیں گی۔" صحابہؓ نے پوچھا "یارسول اللہ کیا وہ یہ شہادت نہیں دیتے ہوں گے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں"؟ فرمایا "کیوں نہیں، بلکہ وہ نماز، روزہ، حج کے بھی پابند ہوں گے" صحابہؓ نے پوچھا "تو یارسول اللہ پھر یہ عذاب کیوں؟" فرمایا "وہ ہر طرح کے میوزک کے شوقین ہوں گے۔ چنانچہ وہ کھانے،

فَاَصْبَحُوْا وَقَدْ مُسِخُوْا قِرَدَةً وَّخَنَازِیْرَ۔
اغاثۃ اللھفان ۱ : ۲۸۰

پینے اور میوزک سننے سے فارغ ہوکر سوئیں گے۔ جب صبح ہوگی تو اُن کی شکلیں بگڑکر وہ بندر خنزیر بن چکے ہوں گے۔

وہ لوگ جنہوں نے صوم وصلاۃ کی بجا آوری بھی اختیار کررکھی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی اس طرح کی گرفت سے بے خوف ہونے کی دلاوری بھی۔ زکاۃ وخیرات میں رسم صدیقیؓ و عثمانیؓ بھی وہ اپناتے ہیں، اور میوزک کا دلدادہ ہونے میں ابوجہل والاشیوہؐ کافری بھی۔ حج وعمرہ کرکے سُنّتِ ابراہیمیؑ بھی عمل میں لاتے ہیں، اور حبِ صنم والا اسوۂ آذری بھی۔ دل میں قربِ الٰہی کی موسویؑ تمنا بھی لئے بیٹھے ہیں، اور غضبِ خداوندی مول لینے والی روشِ سامری بھی۔ انہیں پدرِ بتول بندۂ مقبول اللہ کے رسولؐ کا یہ انتباہ ہرگاہ زیرِ نگاہ رکھنا چاہیئے۔

بدعمل علماء

حضرت مالکؒ بن دینار ایک زاہد وعابد تابعی گزرے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں،

وقال مالك بن دينار : بلغني ان ريحاتكون في اخر الزمان وظلما فيفزع الناس الى علماءهم فيجدونهم قد مسخوا۔
اغاثۃ اللھفان ۱ : ۲۸۴

مالک بن دینار نے کہا " میں نے سُنا ہے کہ آخری زمانے میں تُند ہوا چلے گی اور تاریکیاں چھاجائیں گی۔ لوگ بھاگ کر اپنے علماء کے پاس پہنچیں گے (کہ کیا کیا جائے) تو وہ دیکھیں گے کہ علماء کی صورتیں بھی بگڑ چکی ہوں گی۔

امام مالک بن دینار کے اس قول کو سمجھنے کے لئے راگ کی بُرائی میں نویں حدیث کی تفصیل کرتے ہوئے ایک عنوان گزرا ہے کہ " ملعون سے نفرت نہ کرنے والا بھی ملعون ہے " وہ پڑھ لیجئے۔ اس قول کی صداقت واضح ہوجائے گی۔ اور آج تو اکثر و بیشتر علماء نے بھی اپنے گھروں میں موجودہ روش کے مطابق ٹی وی اور وی سی آر رکھ

رکھے ہیں۔ اللہ سبحانہ میری اور میرے علماء ساتھیوں کی اصلاح فرمائے۔

دِلوں سے خوف جاتا رہے گا

جب تک دِل میں اللہ سبحانہٗ کا خوف رہتا ہے انسان یا تو گناہ سے دُور رہتا ہے اور اگر بتقاضائے بشریت گناہ سرزد ہو جائے تو استغفار کرتا ہے۔ لیکن جب دل سے خوف جاتا رہے تو وہ گناہ کرنے پر دلیر ہو جاتا ہے۔ اور دیکھا دیکھی لوگوں میں دلیری بڑھتی جاتی ہے۔ اور یہ بڑی خوفناک علامت ہے۔ کیونکہ اس وقت اللہ تعالیٰ کے عذاب کا زبردست اندیشہ ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔

وقال ابوهريرة رضى الله عنه لا تقوم الساعة حتى يمشى الرجلان الى الامر يعملانه فيمسخ احدهما قردا او خنزيرا. فلا يمنع الذى نجا منهما ما رای بصاحبه ان يمشى لشانه ذلك حتى يقضى شهوته منه.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک کہ یہ صورت حال پیش نہ آئے کہ دو مرد اپنی (بُری) خواہش پوری کرنے جا رہے ہوں گے کہ ان میں سے ایک کو بندر یا خنزیر بنا دیا جائے گا۔ دوسرا مرد یہ دیکھ کر بھی اپنی بُری خواہش سے باز نہیں آئے گا۔ بلکہ وہ (غلط جگہ پہنچ کر) اپنی چاہت کی تکمیل کرے گا۔

اغاثۃ اللهفان ۱ : ۲۸۴

احادیث میں قیامت کے قریب برائیوں کے عام ہو جانے کا ذکر ہے۔ وہ احادیث حضرت ابوہریرہؓ کے اس قول کی تائید کرتی ہیں۔

بارہویں حدیث۔ زلزلے آئیں گے

سازو آواز سے باز نہ آنے بلکہ اس بُرے کار و پرداز پر ناز کرنے والوں کو

مذکورہ بالا عذابوں کے علاوہ ایک اور عذاب کا بھی سامنا کرنا ہوگا۔ ابن ابی الدنیا نے کہا۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَ رَجُلٌ مَّعَهٗ، فَقَالَ لَهَا الرَّجُلُ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ حَدِّثِيْنَا عَنِ الزَّلْزَلَةِ فَقَالَتْ، اِذَا اسْتَبَاحُوا الزِّنٰى وَ شَرِبُوا الْخَمْرَ وَضَرَبُوْا بِالْمَعَازِفِ غَارَ اللّٰهُ فِيْ سَمَائِهٖ فَقَالَ، تَزَلْزَلِيْ بِهِمْ فَاِنْ تَابُوْا وَ نَزَعُوْا وَ اِلَّا هَدَمْتُهَا عَلَيْهِمْ قَالَ قُلْتُ: يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَعَذَابٌ لَهُمْ؟ قَالَتْ: بَلْ مَوْعِظَةٌ وَرَحْمَةٌ وَبَرَكَةٌ لِلْمُؤْمِنِيْنَ، وَ نَكَالٌ وَعَذَابٌ وَ سُخْطٌ عَلَى الْكَافِرِيْنَ قَالَ اَنَسٌ: مَا سَمِعْتُ حَدِيْثًا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَشَدُّ بِهٖ فَرَحًا مِنِّيْ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ۔

اغاثۃ اللھفان ۱/۲۸۲

حضرت انسؓ بن مالک ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔ ان کے ساتھ ایک اور مرد بھی تھا۔ اس مرد نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ اے ام المومنین ہمیں زلزلے کے بارے میں حدیث سنائیے فرمایا "جب لوگ زنا کو اچھا سمجھنے لگے، شراب پینے لگے، باجے بجانے لگے اس وقت اللہ کو آسمانوں پر غیرت آئے گی۔ تو وہ (زمین کو) حکم دے گا کہ جنبش کرے۔ اگر تو انھوں نے توبہ کر لی اور ڈر گئے تو ٹھیک۔ ورنہ ان پر آسمان (سے پتھر) گراؤں گا۔" وہ بولا "اے ام المومنین یہ عذاب ہوگا؟" فرمایا۔ "مومنوں کے لئے موعظت، رحمت اور برکت ہوگا۔ اور کافروں کے لئے اللہ کی ناراضی اور عذاب ہوگا۔" حضرت انسؓ بولے "جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دُنیا سے رخصت ہونے کے بعد مجھے کوئی حدیث سُن کر اتنی خوشی نہیں ہوئی جتنی یہ حدیث سُن کر ہوئی۔

میوزک کی تان شیطانی اعلان ہے

نماز کا وقت ہونے پر اذان دی جاتی ہے۔ بیوپار کے لئے اشتہار دیا جاتا ہے، یا کوئی اور کام ہوا سے مشتہر کرنے کے لئے اور پبلک کی توجہ اس طرف کرنے کے لئے پبلسٹی کی جاتی ہے۔ شیطان بھی اپنا دھندا چمکانے، اور عوام کو اپنے قریب لانے کے لئے اعلانات کرتا ہے۔ اور تمام قسم کے ساز باجوں کی آوازیں شیطانی اعلانات ہیں۔ منتخب کنز العمال میں ہے۔

عن ابی الملیح عن ابیہ ان ابلیس لما نزل الی الارض قال یارب انزلتنی الی الارض وجعلتنی رجیما فاجعل لی بیتا قال الحمام قال فاجعل لی مجلسا قال الاسواق ومجامع الطرق قال فاجعل لی طعاما قال مالم یذکر اسم اللہ علیہ قال اجعل لی شرابا قال کل مسکر قال اجعل لی مؤذنا قال المزمار قال اجعل لی قرآنا قال الشعر قال اجعل لی کتابا قال الوشم قال اجعل لی حدیثا قال الکذب قال اجعل لی رسولا قال الکہانۃ قال اجعل لی

ابو الملیح اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں جب شیطان زمین پر اترا تو اللہ تعالیٰ سے عرض کیا "اے میرے رب تو نے مجھے زمین پر اتار دیا اور مجھے مردود ٹھہرایا، میرا کوئی گھر مقرر کر"۔ فرمایا "غسل خانہ"۔ بولا "میرے بیٹھنے کی جگہ کون سی ہوگی؟" فرمایا "بازار اور چوک"۔ کہنے لگا "میرا کھانا؟" فرمایا "ہر وہ کھانا جسے کھاتے وقت بسم اللہ نہ پڑھی جائے"۔ بولا "اور میرے پینے کی چیز کیا ہوگی؟" فرمایا "ہر نشہ آور چیز"۔ کہنے لگا "اور میرا ڈھنڈورچی کون ہوگا؟" فرمایا "باجے"۔ بولا "میری تلاوت مقرر فرما"۔ فرمایا "(برے) شعر" "اور میری تحریر؟" شیطان نے پوچھا۔ فرمایا "انسانی جسم میں گود کر اس میں سرمہ بھرنا"۔ بولا "میری باتیں؟" فرمایا "جھوٹ"۔ "اور

مصائد قال النساء۔
حاشیہ مسند احمد ۱: ۱۲۴

میرا پیغمبر کون ہوگا؟ اس نے دریافت کیا۔ فرمایا "نجومی" عرض کیا "اور میرا جال؟" فرمایا "عورتیں۔"

حدیث ۱۳ ۔ چوپایوں کے گلے کی گھنٹیاں بھی ساز ہے

مسلمان اپنے اونٹوں، بکریوں اور گایوں بیلوں کے گلے میں کسی دھات کی گھنٹیاں لٹکا دیتے ہیں، اور ان کی سریلی آوازوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں شیطانی ساز فرمایا[ل] ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْجَرْسُ مَزَامِیْرُ الشَّیْطَانِ۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گھنٹیاں شیطانی ساز ہے۔

مسلم ۲: ۲۰۲

حدیث ۱۴ ۔ جھانجن بھی ساز ہے

ایک پاؤں میں پہننے کا زیور جھانجن ہے جسے پنجابی زبان میں جھانجر بولتے ہیں۔ یہ زیور چوپایوں کے علاوہ عورتیں بھی پہنتی ہیں۔ اور گھنگرو بھی اسی میں شامل ہیں۔ یہ بھی شیطانی ساز ہے۔ حدیث میں ہے:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ بَیْنَمَا هِیَ عِنْدَهَا اِذْ دُخِلَ عَلَیْهَا بِجَارِیَةٍ وَعَلَیْهَا جَلَاجِلُ یُصَوِّتْنَ فَقَالَتْ لَا تُدْخِلْنَهَا عَلَیَّ اِلَّا اَنْ تَقْطَعُوْا جَلَاجِلَهَا وَقَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ

عبدالرحمان بن حیان انصاری کی لونڈی کہتی ہے کہ میں حضرت عائشہؓ کے پاس بیٹھی تھی جبکہ ان کے پاس ایک لڑکی لائی گئی۔ اس کے پاؤں میں جھانجنیں تھیں جو کہ بج رہی تھیں حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ "جب تک کہ اس کی جھانجنیں کاٹ دو اسے

ل آج گھر، کلاک اور کار کی میوزک والی گھنٹی (BELL) — بھی اس میں شامل ہیں کلیم

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ جَرَسٌ۔
ابوداؤد مع عون ۴ : ۱۴۸

میرے پاس نہ لانا۔ اور بولیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جس گھر میں جھانجن ہو وہاں (رحمت کے) فرشتے نہیں آتے۔

حدیث نمبر ۱۵۔ جہاں ساز بجے وہاں شیطان ہوتا ہے

اس گھر میں جہاں وہ کام ہو جس پر اللہ تعالیٰ ناراض اور شیطان خوش ہے رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ اور ساز کی آواز تو شیطان کی منادی ہے۔ اور وہاں شیطان لازماً موجود رہتا ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے:

عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ مَوْلَاةً لَّهُمْ ذَهَبَتْ بِابْنَةِ الزُّبَيْرِ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَفِيْ رِجْلِهَا اَجْرَاسٌ فَقَطَعَهَا عُمَرُ وَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ مَعَ كُلِّ جَرَسٍ شَيْطَانًا۔
ابوداؤد مع عون ۴ : ۱۴۸

عامر بن عبد اللہؓ بن زبیرؓ کہتے ہیں کہ ہماری ایک لونڈی ابن زبیرؓ کی ایک بیٹی کو حضرت عمرؓ بن خطاب کے پاس لے کر گئی۔ لڑکی کے پاؤں میں جھانجنیں تھیں۔ حضرت عمرؓ نے انہیں کاٹ پھینکا اور کہا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ آپؐ نے فرمایا "ہر گھنٹی (جھانجن، گھنگرو) کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔"

حدیث نمبر ۱۶۔ جہاں ساز بج رہا ہو وہ لوگ اللہ کی رحمت سے محروم ہیں۔

جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ نے ایک یہ فریضہ بھی مقرر فرمایا تھا کہ وہ ساز باجوں کو توڑ ڈالیں تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ آلاتِ موسیقی پر سخت ناراض ہے۔

اور جب وہ ان آلات سے ناخوش ہے تو جہاں یہ بجائے جائیں وہاں اس کی رحمت کیسے نازل ہوسکتی ہے؟ حدیث پاک میں آیا ہے،

اَنَّ اُمَّ سَلْمَۃَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِکَۃُ بَیْتًا فِیْہِ جُلْجُلٌ وَلَا جَرَسٌ وَلَا تَصْحَبُ الْمَلَائِکَۃُ رُفْقَۃً فِیْھَا جَرَسٌ۔

نسائی ۲ : ۲۸۴ مطبوعہ مکتبہ سلفیہ

ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا، آپؐ نے فرمایا "جس گھر میں گھنٹی یا جھانجن ہو اس گھر میں (اللہ کی رحمت لانے والے) فرشتے داخل نہیں ہوتے اور نہ اس قافلے کے ساتھ وہ فرشتے ہوتے ہیں جس قافلے میں (کسی جانور کے گلے یا پاؤں میں) جھانجن یا گھنٹی ہو۔

حدیث نمبر ۱۷ ـــ بدر کے دن فرشتوں کے نزول میں حائل اِس رکاوٹ کو آپؐ نے ختم کرایا

جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدانِ بدر میں مشرکینِ مکہ کا مقابلہ کرنے کے لئے پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے اس وقت کی بات ہے۔

عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِالْاَجْرَاسِ اَنْ تُقْطَعَ مِنْ اَعْنَاقِ الْاِبِلِ۔

مسند احمد ۶ : ۱۵۰

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن اونٹوں کے گلوں سے گھنٹیاں کاٹ پھینکنے کا حکم دیا۔

یہ حدیث بالکل صحیح ہے۔ امام ابن کثیرؒ نے البدایہ والنہایہ (۳ : ۲۶۱) میں اسے بخاری مسلم کی شرائط پر پورا بتایا ہے۔ پھر نسائی اور مزی کے حوالے سے اس کی دوسری سندیں بھی لکھی ہیں،

بخاری شریف کتاب بدءالخلق باب ذکر الانبیاء میں ہے کہ ایک دن حضرت جبرئیل علیہ السلام کا آنے کا وعدہ تھا لیکن وہ نہیں آئے۔ پھر ان سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے آپؐ سے کہا کہ جس گھر میں کُتا یا تصویر ہو اس گھر میں ہم (رحمت کے فرشتے) نہیں آتے۔ الاسباب والتعریف میں اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْکِلَابِ کا پس منظر بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت جبرئیلؑ دروازے پر کھڑے اندر آنے کی اجازت طلب کر رہے تھے۔ آپؐ نے دو مرتبہ فرمایا کہ اندر تشریف لائیے۔ وہ بایں ہمہ نہیں آئے۔ آپؐ دروازے پر گئے اور فرمایا کہ اندر تشریف لائیے میں نے اجازت دے دی تھی۔ وہ بولے کہ اندر کُتے کا پلا ہے، اور جس گھر میں کُتا یا تصویر ہو ہم وہاں نہیں آتے۔

ان احادیث کے پیشِ نظر قیاس بتاتا ہے کہ بدر کے موقع پر اونٹوں کے گلے کی گھنٹیاں فرشتوں کے لشکر میں آنے سے رکاوٹ تھیں۔ اس لئے آپؐ نے ان کے کاٹ دینے کا حکم دیا جیسا کہ کُتوں کو مار دینے کا حکم دیا تھا کہ آئندہ کوئی کُتا بے خبری میں اندر نہ آجائے کہ حضرت جبرئیلؑ کے اندر آنے میں رکاوٹ ہو جائے چنانچہ صحابہؓ نے مدینہ کے تمام کُتے مار ڈالے۔ اور جیسے اس وقت جبرئیلؑ نے حقیقت بتائی تھی اب بدر کے موقع پر بھی اسی طرح وحی آئی ہو گی جس پر آپؐ نے گھنٹیاں کاٹنے کا حکم دیا۔

ان احادیث کے پیشِ خدمت رکھنے سے مقصد یہ ہے کہ رسولوں کے سردارؐ کے لشکر میں جو کفار سے جہاد لڑنے گیا ہے اگر ساز ہو تو وہاں فرشتے نہیں آئے جب تک کہ ساز کو ختم نہیں کر دیا گیا تو پھر ہمارے جیسے گناہ گاروں کے گھروں میں ساز کے ہوتے ہوئے جو کہ ٹی وی۔ وی سی آر وغیرہ کی شکل میں ہے فرشتے رحمت لے کر کیسے آئیں گے؟ جو لوگ اپنے گھروں میں GOD BLESS OUR HOME کی تختیاں لٹکاتے ہیں انہیں، اور جو لوگ اللہ کی رحمت کی دعا مانگتے ہیں ان سب کو اِن احادیث پر غور کرنا ہو گا۔

مجوّزین کی ایک بے وزن دلیل کا تجزیہ

حق گو اور راست باز ہمیشہ مضبوط دلائل پیش کرتا ہے۔ اور ان اوصاف سے محروم شخص ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کے مصداق راست باز کی بیسیوں دلیلوں کے جواب میں ایک آدھ دلیل پیش کرتا ہے۔ اور وہ بھی ایسی کہ اسے دلیل کہنا دلیل کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہو۔ لیکن بہر کیف اس پر نقد و نظر ضروری ہوتا ہے تاکہ حقیقت حال سامنے آجائے۔

أَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنِّيْ نَذَرْتُ أَنْ أَضْرِبَ عَلَى رَأْسِكَ بِالدُّفِّ قَالَ أَوْفِيْ بِنَذْرِكِ

ایک کالی عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئی اور بولی "اے اللہ کے رسول میں نے یہ نذر مانی تھی کہ آپ کے سر پر کھڑی ہو کر دف بجاؤنگی" آپؐ نے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کرلو۔

ابو داؤد، ترمذی : مسند احمد

پہلی بات تو یہ ہے کہ اس حدیث کی سند کمزور ہے۔ ابو داؤد کی سند میں حارث بن عبید ابو قدامہ ہے جسے محدثین نے سخت ضعیف فرمایا ہے[1]۔ ترمذی اور مسند احمد کی سند میں علی بن حسین بن واقد ہے۔ یہ بھی ضعیف راوی ہے، اس سے منکر یعنی بہت ہی ضعیف روایات مروی ہیں[2]۔ اور حرام حلال، جائز ناجائز ثابت کرنے کے لئے ضعیف حدیث بالکل دلیل نہیں بنتی۔

دوسری بات یہ کہ یہ عورت جو کہ لونڈی تھی دف بجا رہی تھی۔ اور پیچھے یہ ذکر ہو چکا ہے کہ آپؐ کے سامنے دف بجایا جانا بخاری مسلم میں ثابت ہے۔

---

[1] میزان الاعتدال، تہذیب التہذیب

[2] ایضاً

اتنی بات ہے کہ ان احادیث میں بچیوں کا دف بجانا مذکور ہے اور یہ عورت تھی اسی لئے مسند احمد میں ہے کہ اگر نذر مان چکی ہو تو بجا لو۔ ورنہ مت بجاؤ۔ یعنی دف تو جائز تھی لیکن عورت کا بجانا بہتر نہ تھا۔ اس لئے آپؐ نے ناخوشی سے اجازت دی۔ یار لوگوں نے ضعیف حدیث کا سہارا لے کر دف سے بڑھ کر طبلے، سارنگیاں اور نامعلوم کیا کیا ساز بجانا شروع کر دیئے۔ اگر ان لوگوں نے دلیل ڈھونڈی تھی، تو اسی حد تک رہتے جتنا حدیث میں ذکر ہے۔

تیسری بات یہ کہ آپؐ نے بادلِ ناخواستہ اجازت تو دے دی تھی لیکن اس فعل کو شیطانی فعل قرار دیا۔ مسند احمد میں ہے کہ وہ لونڈی دف بجا رہی تھی کہ حضرت عمرؓ تشریف لائے۔ تو اس نے نہ صرف دف بجانا بند کر دی بلکہ اسے اپنے پیچھے چھپا لیا۔ آپؐ نے فرمایا "عمر! شیطان تم سے ڈرتا ہے میں بھی بیٹھا تھا، یہ لوگ بھی موجود تھے۔ لیکن جونہی تم آئے اس لونڈی نے وہ کیا جو اس نے کیا[1]

چوتھی بات یہ کہ آپؐ نے باوجود غلط ہونے کے اس اجازت اس لئے دے دی کہ آپ ایک جنگ سے فتح یاب ہو کر صحیح سالم لوٹے تھے۔ اس موقع پر اگر خوشی مناتے ہوئے تھوڑی خرابی بھی پائی جا رہی تھی تو آپؐ نے اسے ناخوشی سے برداشت فرمایا کیونکہ مسلمانوں کے جشنِ فتح منانے سے کافروں کو رنج پہنچانا اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ ہے۔ جس کی مثال اس حدیث کے علاوہ وہ حدیث ہے جس میں آپؐ نے فرمایا کہ جہاد کے میدان میں فخر و مباہات سے چلنا اللہ سبحانہ کو پسند ہے[2]۔ حالانکہ دوسری صحیح احادیث میں ہے کہ جس شخص کے دل کے اندر رائی کے دانے کے برابر غرور ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا[3]۔ یعنی جہاد کے حالات عام حالات سے مختلف ہیں۔

---

[1] مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۳۵۳

[2] ابوداؤد کتاب الجہاد باب الخیلاء فی الحرب۔

[3] مسلم کتاب الایمان

مندرجہ بالا ملفوظات کے پیشِ نظر ہر منصف مزاج فیصلہ کر سکتا ہے کہ کجا اسلامی بلند مقاصد کے پیش نظر آپؐ کا ایک مہام کو شیطانی کہہ کر اسے ہونے دینا اور پھر صرف دف تک۔ اور کجا موجودہ وقتوں کے صرف عیش کوشیوں اور نفس پرستی کے لئے موسیقی کے ورائٹی شو؟ کیا ان شیطانی پروگراموں کو آپؐ کے پاکیزہ مقاصد سے کوئی مناسبت ہے؟ اور پھر حدیث بھی ضعیف؟

مزامیر کی بابت ائمہ اربعہؒ کا فتویٰ

قرآن و حدیث کی رُو سے کسی کام کے حرام ثابت ہونے کے بعد اور صحابہؓ و تابعینؒ سے ان اشیاء کو جنہیں صرف معصیت کے استعمال میں لایا جاتا ہے، توڑ دینے کے دلائل مِل جانے کے بعد اگرچہ ائمہ اربعہؒ کا فتویٰ نقل کرنے کی چنداں ضرورت نہ تھی۔ تاہم چونکہ نے نوازوں، سازندوں اور طبلچیوں کے ہیچ کاموں کو ائمہ اربعہؒ کی طرف منسوب جھوٹے فتووں سے بھی بعض لوگ تقویت پہنچاتے ہیں اس لئے ان پاکیزہ نفوس کے فتووں کو جو کہ خود ان کی اپنی تصنیفات یا ان کے نامور پیر و علماء کی تصانیف میں درج ہیں، ہم یہاں نقل کرتے ہیں تاکہ جھوٹوں کے جھوٹ کی قلعی کھل جائے، اور فریب خوردہ لوگوں پر حقیقت حال واضح ہو جائے۔

امام مالکؒ کا فتویٰ

سب سے پہلے ہم دارِ ہجرت مدینہ منورہ کے امام کا فتویٰ نقل کرتے ہیں امام ابوبکر طرطوشیؒ[1] جو کہ فقہ مالکی کے بہت بڑے عالم تھے اور امام مالکؒ کے مقلد تھے انہوں نے راگ باجوں کے حرام ہونے پر ایک کتاب لکھی ہے۔ اس کے مقدمہ

---

[1] ان کے حالات زندگی دیکھئے ابن خلکان ۱۴ ۲۶۲

(خطبہ) میں لکھتے ہیں ،

حتی بلغت ان طائفة من
اخواننا المسلمین و نقنا اللہ
وایاهم استزلهم الشیطان
واستغوی عقولهم فی
حب الاغانی واللهو و
سماع الطقطقة والنقیر
واعتقدته من الدین الذی
یقربهم الی اللہ وجاهرت
به جماعة المسلمین
و شاقت سبیل المومنین
وخالفت الفقهاء و العلماء
وحملة الدین (وَمَنْ
یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ
مَا تَبَیَّنَ لَہُ الْھُدٰی وَ
یَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ
نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَ نُصْلِہٖ
جَہَنَّمَ وَ سَاءَتْ مَصِیْرًا) [2]
فرأیت ان اوضح الحق و

گناہوں کی بھرمار ہے تاآنکہ جیساکہ سننے
میں آیا ہے بعض مسلمان بھائی، اللہ ہم سب کو
ہدایت دے، شیطان کے بہکاوے میں
آگئے. اور راگ وساز کے دلدادہ ہوگئے.
وہ طقطقہ [1] اور تنبورہ کے شوقین ہوگئے.
مزید برآں اسے اللہ کے قرب کا ذریعہ
سمجھ لیا۔ اور مسلمانوں کی ایک جماعت
سرعام اس میں مشغول ہونے لگی، اور
مومنین کی راہ ترک کردی، علمائے دین،
فقہائے اسلام کی مخالفت کرنے لگے (اور
جو شخص ہدایت واضح ہوجانے کے بعد
رسولؐ سے جدا ہوگیا اور مومنین کی راہ
ترک کرکے دوسری راہ چلا وہ جدھر
جائے گا ہم اس کی لگام ڈھیلی کردیں گے
اور (مرنے کے بعد) اسے دوزخ میں
جلائیں گے اور وہ بہت بُرا ٹھکانہ ہے [2])
تو میں نے سوچا کہ حق واضح کردوں
اور اہلِ باطل کے شبہات کی حقیقت

---

[1] ایک شخص موت اور دنیا کی بے ثباتی کے شعر پڑھتا اور دوسرا دو چھڑیاں آواز کے اتار چڑھاؤ وغیرہ کی مناسبت سے زمین پر مارتا۔ اس چھڑیوں کی آواز کو طقطقہ کہتے ہیں

[2] سورۃ النساء آیت ۱۱۵

اکشف عن شبہ اہل الباطل بالحجج التی تضمنھا کتاب اللہ وسنۃ رسولہ۔ وابدأ بذکر اقاویل العلماء الذین تدور الفتیا علیھم فی اقاصی الارض وادانیھا حتی تعلم ھذہ الطائفۃ انھا قد خالفت علماء المسلمین فی بدعتھا واللہ ولی التوفیق۔

سامنے لاؤں۔ اور اس پر قرآن وحدیث سے دلائل پیش کروں۔ اور ابتداء ان علماء کے اقوال سے کروں جن کا مشرقی و مغربی ممالک کے کونے کونے میں فتویٰ چلتا ہے۔ تاکہ محفلِ نشاط کے قائل لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ انہوں نے یہ بدعت اختیار کر کے علمائے اسلام کی مخالفت کی ہے۔ اور توفیق منجانب اللہ ہے۔

اس تمہید کے بعد علامہ طرطوشیؒ رقمطراز ہیں:۔

اما مالک فانہ نھی عن الغناء وعن استماعہ وقال: اذا اشتری جاریۃ فوجدھا مغنیۃ کان لہ ان یردھا بالعیب۔

امام مالک نے راگ گانے اور اس کے سننے سے منع فرمایا ہے۔ اور فرمایا کہ اگر کوئی شخص لونڈی خریدتا ہے خریدنے کے بعد اسے معلوم ہؤا کہ یہ گلوکارہ ہے۔ وہ شخص اس نقص کی وجہ سے اسے لوٹا سکتا ہے۔

یعنی امام مالک کے نقطۂ نظر سے جس طرح لونڈی کے جسم کا کوئی حصہ ناکارہ یا ناقص ہونا عیب ہے اور اس کی بنا پر مشتری اسے بائع کو واپس کر سکتا ہے۔ اِسی طرح لونڈی کا گلوکارہ ہونا بھی عیب ہے۔ کیونکہ بدصورت سے بدسیرت خرابی میں کسی طرح کم نہیں۔

اس کے بعد علامہ طرطوشیؒ امام مالکؒ کا ایک اور قول نقل کرتے ہیں۔

وسئل مالک عما یرخص فیہ اہل المدینۃ من الغناء

امام مالکؒ سے اہلِ مدینہ کے راگ کی اجازت دینے کے بارے میں پوچھا گیا تو

فقال، انما یفعله عندنا الفساق۔ فرمایا " ہمارے ہاں یہ بدچلن لوگوں کا شیوہ ہے۔"

اغاثة اللهفان ۱: ۲۴۴، ۲۴۵

یہ دونوں اقوال پیچھے آپ ابن جوزیؒ اور قرطبیؒ کے حوالے سے پڑھ چکے ہیں یعنی حرمت راگ کے سلسلہ میں۔ اور ابن جوزیؒ اور قرطبیؒ بھی طرطوشیؒ کی طرح مالکی ہیں۔ تو فقہ مالکی کے علماء امام مالکؒ کے نظریات کو زیادہ سمجھتے ہیں یا کوئی دوسرا؟ اور اگر امام مالکؒ کے پیرو جلیل القدر فقہا کہیں کہ امام مالکؒ مزامیر کے خلاف تھے اور دوسرا کوئی جس کا کہ علم بھی سطحی ہو، وہ یہ کہے کہ امام مالکؒ مزامیر کے جواز کا فتویٰ دیتے، اور طرب و نشاط کی مجالس میں شرکت کیا کرتے تھے، تو اصولی طور پر ہمیں کس کی بات کو مستند سمجھنا چاہیئے؟ ہر ذی فہم کا برملا و برجستہ جواب یہی ہوگا کہ فقہائے مالکیہ کی بات ہی حجت اور سند ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کا فتویٰ

امام مالکؒ کے فتویٰ کے بعد علامہ طرطوشیؒ احناف کے مقتداء امام ابو حنیفہؒ کا فتویٰ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

و اما ابو حنیفة فانه یکره الغناء و یجعله من الذنوب و کذلك مذهب اهل الکوفة سفیان و حماد و ابراهیم والشعبی وغیرهم لا اختلاف بینهم فی ذلك ولا نعلم خلافا ایضا بین اهل البصرة فی المنع منه

اور امام ابو حنیفہؒ راگ کو ناپسند کرتے اور اسے گناہ شمار کرتے تھے۔ اور ان کے علاوہ دوسرے فقہائے کوفہ مثلاً سفیان ثوریؒ، حمادؒ بن زید، ابراہیم نخعی اور امام شعبیؒ وغیرہ کا بھی یہی کہنا تھا۔ اس میں کسی کو اختلاف نہ تھا۔ اور نہ ہی آواز و ساز سے روکنے میں بصرہ کے فقہاء میں بھی کوئی اختلاف تھا۔

اغاثۃ اللھفان[1] میں علامہ طرطوشیؒ کی یہ عبارت نقل کرنے کے بعد امام ابن القیم فرماتے ہیں؛

قلت مذهب ابی حنیفة فی ذلك اشد المذاهب وقوله فیه اغلظ الاقوال

میں کہتا ہوں کہ اس مسئلے میں امام ابوحنیفہؒ کا فتویٰ دیگر تمام فقہاءُ کے فتووں سے زیادہ تند اور سخت ہے۔

امام ابن القیمؒ کا یہ فرمانا مندرجہ ذیل حوالہ کی بنیاد پر ہے۔

و فی فتاوی قاضیخان : أما استماع صوت الملاهی کالضرب بالقضیب ونحوذلك حرام و معصیة لقوله علیه السلام استماع الملاهی معصیة و الجلوس فسق والتلذذ بها کفر وانما قال ذلك علی وجه التشدید وان سمع بغتة فلا اثم علیه ویجب علیه ان یجتهد کل الجهد حتی لا یسمع لماروی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم ادخل اصبعیه فی اذنیه، و اما قراءة اشعار العرب ما کان

اور فتاوی قاضیخان میں ہے کہ مزامیر کی آواز مثلاً چھڑی زمین پر مارنا وغیرہ سننا حرام ہے اور (اللہ کی) نافرمانی۔ کیونکہ حدیث میں ہے کہ ساز باجوں کا سُننا گناہ، اس مجلس میں بیٹھنا فسق و فجور اور لذت حاصل کرنے کا ذریعہ بنانا کفر ہے۔ اور آپؐ نے یہ ڈانٹ کے طور پر فرمایا۔ اور اگر کوئی اچانک سن پائے وہ گنہگار نہیں تاہم اس کی پوری کوشش ہونی چاہیئے کہ کانوں کو (اُس آواز سے) بچالے، کیونکہ حدیث میں ہے کہ آپؐ نے اپنے کانوں میں انگلیاں لے لی تھیں۔ باقی رہا عرب شعراء کا کلام تو جس میں بے حیائی، شراب اور معشوق کا ذکر ہو اس کلام کا پڑھنا ناپسندیدہ ہے کیونکہ وہ

---

[1] جلد ۱ صفحہ ۲۴۵

فیھا من ذکر الفسق والخمر والحرام — فحاشی ہے۔
مکروہ لانہ ذکر الفواحش.

المرقاۃ ۹: ۱۳۵ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

امام ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ اس فتویٰ میں وہ حدیث جس میں یہ ذکر ہے کہ ساز سننے بیٹھنا فسق و فجور اور اس سے محظوظ ہونا کفر ہے، صحیح نہیں اور اسے آپؐ کا فرمان کہنا درست نہیں۔ اغاثۃ اللھفان ۱: ۲۴۵

اس کے بعد امام ابن قیمؒ فقہائے احناف کا مذہب درج کرتے ہوئے علامہ طرطوشیؒ کی تحریر کے الفاظ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

قالوا: ویجب علیہ ان یجتھد فی ان لا یسمعہ اذا مربہ او کان فی جوارہ
اغاثۃ اللھفان ۱: ۲۴۵

فقہائے احناف کا کہنا ہے کہ مسلمان کو چاہیئے کہ اگر وہ اس جگہ کے پاس سے گزرے جہاں ساز بج رہا ہے، یا اس کے پڑوس میں بجے تو وہ اسے نہ سننے کی پوری کوشش کرے۔

علامہ طرطوشیؒ امام ابو حنیفہؒ کے سب سے بڑے شاگرد امام ابو یوسفؒ کا فتویٰ نقل فرماتے ہوئے درج کرتے ہیں؛

وقال ابو یوسف فی دار یسمع منھا صوت المعازف والملاھی: ادخل علیھم بغیر اذنھم لان النھی عن المنکر فرض فلولم یجز الدخول بغیر اذن لامتنع الناس من اقامۃ الفرض
اغاثۃ اللھفان ۱: ۲۴۵

اور جس گھر سے مزامیر کی آوازیں آرہی ہوں امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ (انہیں گناہ سے روکنے کے لئے) اہلِ خانہ کی اجازت کے بغیر اس گھر میں گھس جاؤ کیونکہ برائی سے روکنا فرض ہے۔ تو اگر اجازت کے بغیر اندر جانا جائز نہ ہوگا تو لوگ یہ فریضہ چھوڑ بیٹھیں گے۔

علامہ طرطوشیؒ فقہائے احناف کے مذہب کی روشنی میں حاکمِ وقت کی یہ ذمہ داری بتاتے ہیں کہ۔

ویتقدم الیہ الامام اذا سمع ذلك من دارہ، فان اصرجبسہ اوضربہ سیاطا، وان شاءازعجہ عن دارہ۔

اور حاکم وقت اگر کسی کے گھر سے مزامیر کی آوازیں سنے تو اندر چلا جائے پھر چاہے تو بطور سزا اسے قید و بند میں ڈال دے. چاہے تو کوڑے مارے۔ اور اسے اس کے گھر سے بیدخل بھی کر سکتا ہے:

اغاثۃ اللھفان ۱: ۲۴۵

امام ابو یوسفؒ اور دیگر فقہائے احناف کے اس مذہب کی بنیاد امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، کے اس واقعہ پر ہے جو پہلے باب میں " راگ صحابہؓ کی نظر میں " کے عنوان کے تحت گزرا۔

شاہ ولی اللہ کا فتویٰ

اہل حدیث شاہ صاحب کو ہند کے علمائے اہل حدیث کے سرخیل بتاتے ہیں اور احناف انہیں حنفی قرار دیتے ہیں. اس سے قطع نظر کون صحیح کہتا ہے، یہ مسلم ہے کہ حنفی و اہلِ حدیث دونوں ہی شاہ صاحب کی امامت پر متفق ہیں۔ شاہ صاحب اپنی معرکۃ الآراء تصنیف حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں:

فالملاھی نوعان: محرم وھی الآلات المطربۃ کالمزامیر و مباح و ھوالدف۔

ساز کی دو قسمیں ہیں: ایک تو آلاتِ طرب و عیش ہیں مثلاً مزامیر، یہ حرام ہیں۔ دوسرے وہ جو مباح ہیں یعنی جائز جیسے دف۔

حجۃ اللہ مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور ۲ / ۱۹۲
(بحث لباس وغیرہ)

مقتدائے فرقہ رضا خانیہ کا فتویٰ

عالم اجل احمد رضا خان بریلوی سے کسی نے سوال کیا " آپ سے بعد نماز مغرب رخصت ہوا تو ایک دوست ایک عُرس پر لے گیا۔ وہاں نعت اور شانِ اولیاء اللہ کے اشعار

گانے کے ساتھ ساتھ سارنگیاں اور ڈھول بج رہے تھے۔ یہ باجے شریعت میں قطعی حرام ہیں۔ کیا اس فعل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ خوش ہوتے ہوں گے"؟

وہ جواب میں لکھتے ہیں: "الجواب ایسی قوالی حرام ہے۔ حاضرین سب گنہگار ہیں۔ اور ان سب کا گناہ ایسا عرس کرنے والوں اور قوالوں پر ہے۔ حاضرین میں ہر ایک پر اپنا پورا گناہ، قوالوں پر اپنا گناہ الگ، اور سب حاضرین کے برابر جدا۔ اور ایسا عرس کرنے والے پر اپنا گناہ الگ، اور قوالوں کے برابر جدا، اور سب حاضرین کے برابر علیحدہ۔ وجہ یہ کہ حاضرین کو عرس کرنے والے نے بلایا، ان کے لئے اس گناہ کا سامان پھیلایا اور قوالوں نے انہیں سنایا۔ اگر وہ سامان نہ کرتا یہ ڈھول سارنگی نہ سناتے تو حاضرین اس گناہ میں کیوں پڑتے۔ اس لئے ان سب کا گناہ ان دونوں (عرس کرانے والے اور قوالوں) پر ہوا۔ پھر قوالوں کے اس گناہ کا باعث وہ عرس کرنے والا ہوا۔ وہ نہ بلاتا تو یہ کیونکر آتے۔ لہٰذا قوالوں کا گناہ بھی اس بلانے والے پر ہوا۔"

اس کے بعد وہ فقہاؒ کے اقوال اور آپؐ کی احادیث سے دلائل پیش کرتے ہیں۔ احادیث میں بخاری شریف کی پیچھے گزرنے والی حدیث وہ سرفہرست نقل فرماتے ہیں۔ پھر لکھتے ہیں:

"بعض جہال بدمست یا نیم ملا شہوت پرست یا جھوٹے صوفی باد بدست کہ احادیث صحیحہ مرفوعہ محکمہ کے مقابل بعض ضعیف قصے یا محتمل واقعے یا متشابہ پیش کرتے ہیں۔ انہیں اتنی عقل نہیں یا قصداً بے عقل بنتے ہیں کہ صحیح کے سامنے ضعیف، متعین کے آگے محتمل، محکم کے حضور متشابہ واجب الترک ہے۔"

احکام شریعت حصہ اول صفحہ ۶۱، ۶۲

سلطان المشائخ نظام الدینؒ اولیاء کا فتویٰ

مندرجہ بالا استفتاء کے جواب میں مفتی موصوف مزامیر کی حرمت میں دلائل کے

ضمن میں سردار سلسلہ چشت نظام الدین اولیاء دہلوی کی کتاب فوائد الفواد کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ انہوں نے لکھا ہے "مزامیر حرام است" یعنی ساز باجے حرام ہیں۔ دیکھئے احکام شریعت ص۶۳

اسی سلسلے میں مفتی موصوف سلطان المشائخ نظام الدین اولیاؒ کے ایک خلیفہ سید محمد بن مبارک[۱] کی کتاب سیر الاولیاؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں؛

حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز می فرمود کہ چند ایں چیز می باید تا سماع مباح شود مسمع و مستمع و مسموع و آلہ سماع مسمع یعنی گوئندہ مردے تمام باشد کودک نباشد و عورت نباشد، مستمع آنکہ شنود از یاد حق خالی نباشد، و مسموع آنچہ بگویند فحش و مسخرگی نباشد و آلہ سماع مزامیر است چوں چنگ و رباب و مثل آں۔ می باید کہ درمیان نباشد۔ ایں چنیں سماع حلال است۔

حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز فرماتے تھے کہ چند شرائط ہوں تو سماع مباح ہوگا۔ کچھ شرطیں سنانے والے میں کچھ سننے والے میں کچھ اس کلام میں جو سنائی جائے۔ کچھ آلہ سماع میں۔ یعنی سنانے والا مرد کامل ہو چھوٹا لڑکا نہ ہو، اور عورت نہ ہو۔ سننے والا یادِ خدا سے غافل نہ ہو اور جو کلام پڑھی جائے فحش اور تمسخرانہ انداز کی نہ ہو۔ اور آلاتِ سماع یعنی مزامیر جیسے سارنگی اور رباب وغیرہ چاہیئے کہ ان چیزوں میں سے کوئی موجود نہ ہو۔ اس طرح کا سماع حلال ہے۔

یہ حوالہ نقل کرنے کے بعد جناب مفتی صاحب لکھتے ہیں؛

"مسلمانو! یہ فتوٰی ہے سرور و سردار سلسلہ عالیہ چشت حضرت سلطانِ اولیاؒ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔ کیا اس کے بعد بھی مفتریوں کو منہ دکھانے کی گنجائش ہے"؟

اس کے بعد جناب مفتی صاحب سیر الاولیاء کی ایک اور عبارت نقل کرتے ہیں؛

---

[۱] دیکھئے حالاتِ زندگی اخبار الاخیار فارسی ص۹۱ مطبوعہ فاروق اکیڈمی گمبٹ ضلع میرپور

یکے بخدمت حضرت سلطان المشائخ عرض داشت کہ دریں روز ہا بعضے از درویشان آستانہ دار در مجمعے کہ چنگ و رباب و رباب و مزامیر بود رقص کردند۔ فرمود نیکو نہ کردہ اند آنچہ نامشروع است ناپسندیدہ است۔ بعد ازاں یکے گفت چوں ایں طائفہ ازاں مقام بیروں آمدند بایشاں گفتند کہ شما چہ کردید، دراں مجمع مزامیر بود سماع چگونہ شنیدید و رقص کردید۔ ایشاں جواب دادند کہ ما چناں مستغرق سماع بودیم کہ ندانستیم کہ اینجا مزامیر است یا نہ۔ حضرت سلطان المشائخ فرمود ایں جواب ہم چیزے نیست ایں سخن در ہمہ معصیتہا بباید۔

ایک آدمی نے حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں عرض کی کہ ان ایام میں بعض آستانہ دار درویشوں نے ایسے مجمع میں جہاں چنگ و رباب اور دیگر مزامیر تھے رقص کیا فرمایا انہوں نے اچھا کام نہیں کیا۔ جو چیز شرع میں ناجائز ہے ناپسندیدہ ہے اس کے بعد ایک نے کہا۔ جب یہ جماعت اس مقام سے باہر آئی لوگوں نے ان سے کہا کہ یہ تم نے کیا کیا؟ وہاں تو مزامیر تھے تم نے سماع کس طرح سنا اور رقص کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم اس طرح سماع میں مستغرق تھے کہ ہمیں یہ معلوم نہیں ہوا کہ یہاں مزامیر ہیں یا نہیں۔ سلطان المشائخ نے فرمایا یہ جواب کچھ نہیں۔ اس طرح تو تمام گناہوں کے متعلق کہہ سکتے ہیں۔

اس کے بعد جناب مفتی صاحب نے حضرت نظام الدین اولیا کا ایک اور ارشاد بھی سیر الاولیا کے حوالے سے لکھا ہے جسے ہم نے اختصار کے پیشِ نظر چھوڑ دیا۔

یہ تمام اقوال امام ابو حنیفہؒ اور ان کے پیروؤں کے ہیں۔ چونکہ حضرت نظام الدین اولیاؒ بھی صوفی مشرب ہونے کے ساتھ ساتھ حنفی مکتبِ فکر سے تعلق رکھتے ہیں، اس لئے ہم نے ان کا بھی ذکر کر دیا۔

امام شافعیؒ کا فتویٰ

امام ابو حنیفہؒ اور ان کے جلیل القدر شاگرد امام ابو یوسفؒ وغیرہ کے بابت حرمت

مزامیر اقوال درج کرنے کے بعد علامہ طرطوشی امام شافعیؒ اور ان کے مذہب کے نامور فقہا کے اقوال لکھتے ہیں،

وامّا الشافعی فقال فی ادب القضاء: ان الغناء لهو مکروه یشبه الباطل والمحال، ومن استکثر منه فهو سفیه ترد شهادته.

امام شافعیؒ (اپنی کتاب الأم میں) جج کے آداب کے بیان میں لکھتے ہیں کہ راگ بہت سخت ناپسندیدہ اور باطل جیسی چیز ہے۔ اور جو شخص راگ کا دلدادہ ہے وہ احمق ہے اور اس کی گواہی نامعتبر۔

اغاثۃ اللھفان: ۱: ۲۴۶ (راگ کے سلسلہ میں اصل کتاب کا حوالہ گزر چکا ہے)

اس قول میں مزامیر کے حرام ہونے کی صراحت نہیں۔ بلکہ باطل کی مانند کہا گیا ہے لیکن امام ابن القیم امام شافعی کے اس قول کے بعد مذہب شافعی کے ستون فقہاء کے اقوال لکھتے ہیں جن میں مزامیر کے حرام ہونے کی تصریح ہے۔ اور یہ اقوال علامہ طرطوشیؒ کے حوالے سے لکھے ہیں۔ ابو اسحاق شیرازیؒ[1] فقہ شافعی کے بہت مستند فقیہ گزرے ہیں، علامہ طرطوشیؒ ان کی کتاب التنبیہ[2] کی عبارت نقل کرتے ہیں۔

قال الشیخ ابو اسحاق فی التنبیه ولا تصح یعنی الاجارة علی منفعة محرمة کالغناء والزمر وحمل الخمر۔ ولم یذکر فیه خلافاً۔

شیخ ابو اسحاق نے التنبیہ میں کہا ہے کہ حرام کام کی مزدوری جائز نہیں مثلاً راگ، مزامیر اور شراب ڈھونا اور شیخ نے اس میں فقہائے شوافع کا اختلاف نہیں بتایا۔

اغاثۃ ۱: ۲۴۶

---

[1] ان کے حالاتِ زندگی دیکھئے ابن خلکان ۱: ۲۹

[2] پورا نام التنبیہ فی الفقہ

علامہ طرطوشیؒ کا یہ کہنا کہ شیخ نے اس میں اختلاف نہیں نقل کیا، کا یہ مطلب ہے کہ شافعی مذہب کے تمام فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ راگ و ساز اور شراب کے کام حرام ہیں اور ان کی مزدوری بھی حرام۔

علامہ موصوف شیخ ابو اسحاق کی کتاب المہذب کی ایک عبارت نقل کرتے ہیں جس میں حرام کام کی مزدوری کو مردار اور۔ گلے کے خون کے برابر بتایا ہے:

وقال فی المھذب[1]: ولا یجوز علی المنافع المحرمة لانه محرم فلا یجوز اخذ العوض عنه کالمیتة والدم۔

اور مہذب میں کہا کہ حرام منفعت کی مزدوری جائز نہیں کیونکہ جو تجارت حرام ہے اس کی مزدوری بھی حرام ہے مثلاً مردار اور گلے سے بوقت ذبح نکلنے والے خون کی تجارت جیسے حرام ہے ویسے ہی مزدوری حرام ہے۔

امام شافعیؒ کا مندرجہ بالا قول نقل کرکے شیخ ابو اسحاق اس کی وضاحت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

فقد تضمن کلام الشیخ امورا احدھا: ان منفعة الغناء بمجردہ منفعة محرمة۔ الثانی: أن الاستیجار علیھا باطل۔ الثالث: ان اکل المال به اکل مال بالباطل بمنزلة اکله عوضا عن المیتة والدم۔ الرابع: انه لا یجوز للرجل بذل

شیخ کے کلام کے ضمن میں چند باتیں معلوم ہوئیں۔ پہلی بات یہ کہ گلوکاری کی آمدنی حرام ہے۔ دوسری بات یہ کہ راگ کی مجلس برپا کرنے میں ہر قسم کی مزدوری حرام ہے۔ تیسری بات یہ کہ اس کے معاوضہ کا رزق کھانا مردار اور (گلے سے بہنے والے) خون کے معاوضہ کا مال کھانے جیسا ہے۔ چوتھی بات یہ کہ مسلمان کو اپنا مال گلوکار پر

---

[1] المھذب فی المذھب

مالہ للمغنی، ویحرم ذلک علیہ فانہ بذل مالہ فی مقابلۃ محرم وان بذلہ فی ذلک کبذلہ فی مقابلۃ الدم والمیتۃ الخامس: ان الزمر حرام۔

اغاثۃ اللھفان ۱: ۲۴۶

خرچ کرنا جائز نہیں۔ ایسا کرنا حرام ہے۔ کیونکہ اس طرح دولت صرف کرنا اسی طرح کا حکم رکھتا ہے جیسے اس نے مردار اور خون پر اپنی دولت خرچ کی۔ پانچویں بات یہ کہ الغوزہ حرام ہے۔

یہ امام شافعیؒ کے قول کی تشریح ہے۔ اور تشریح کرنے والے شافعی مذہب میں ایسے ہی مستند جیسے حنفی مذہب میں ہدایۃ، شرح وقایہ، کنز الدقائق وغیرہ کے مصنفین معتبر۔

مندرجہ بالا تشریح کے بعد علامہ طرطوشیؒ اس پر تبصرہ فرماتے ہیں،

واذا کان الزمر الذی ھو اخف آلات اللھو حراما فکیف بما ھو اشد منہ؟ کالعود والطنبور والیراع، ولا ینبغی لمن شم رائحۃ العلم ان یتوقف فی تحریم ذلک۔ فاقل ما فیہ انہ من شعار الفساق وشاربی الخمر۔

اغاثۃ اللھفان ۱: ۲۴۶

جب الغوزہ جو کہ آلات نشاط میں سب سے کم ہیجان لاتا ہے وہ بھی حرام ہے تو پھر ان مزامیر کی حرمت کا کیا ٹھکانہ جو انتہائی ہیجان انگیز ہیں؟ مثلاً بربط، ستار اور شہنائی۔ اور جس شخص کو علم سے ذرا سا بھی مس ہے، اسے مزامیر کی حرمت میں تذبذب نہیں کرنا چاہیئے۔ اور اس مسئلہ میں انتہائی نرم الفاظ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ مزامیر معصیت کیشوں اور شرابیوں کی نمایاں نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

امام نووی شافعی مذہب کے ممتاز فقہاء میں سے ہیں۔ علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں،

محی الدین ابوذکریا النووی ثم الدمشقی الشافعی العلامۃ

محی الدین ابوزکریا نووی دمشقی شافعی، علامۂ وقت، اپنے مذہب کے شیخ، اپنے

شیخ المذھب و کبیر الفقھاء فی زمانہ۔ — زمانے کے بڑے بڑے فقہائیں سے ایک۔

البدایۃ والنہایۃ ۱۳ : ۲۷۸

وہ اپنی کتاب الروضۃ میں لکھتے ہیں،

القسم الثانی، ان یغنی ببعض الآت الغناء بما ھو من شعار شاربی الخمر و ھو مطرب کالطنبور والعود والصنج و سائر المعازف والاوتار یحرم استعمالہ واستماعہ، قال وفی الیراع وجھان، صحح البغوی التحریم ثم ذکر عن الغزالی الجواز، قال والصحیح تحریم الیراع وھو الشبّابۃ۔

اغاثۃ ۱ : ۲۴۶

دوسری قسم یہ ہے کہ کسی قسم کے راگ کے آلات سے گانے، جو کہ شرابیوں کی بڑی نشانی ہے اور (شراب کی طرح) کیف آور مثلاً ستار، بربط، بجراے اور تمام تار والے ساز، ان سب کا استعمال، ان کا سننا حرام ہے۔ الغوزہ میں دو خیال ہیں۔ لیکن امام بغوی کا کہنا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ وہ بھی حرام ہے۔ امام غزالی کا جواز کا خیال ہے لیکن صحیح بات یہی ہے کہ الغوزہ بجانا حرام ہے۔

اسی طرح ابو الطیب طبری راگ وساز کے حرام ہونے کا فتویٰ دیتے تھے جیسا کہ راگ کے بیان میں تلبیس ابلیس اور تفسیر قرطبی کے حوالے سے گزر چکا۔ اور یہ ابو الطیب طبری بھی شافعی مذہب کے نامی گرامی فقیہ تھے۔ ابن جوزی اور قرطبی کے علاوہ ان کا یہ فتویٰ

لے اسے جھانجھ بھی کہتے ہیں، تانبے وغیرہ کی دو تھالیاں ہوتی ہیں۔ دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر ایک دوسری پر مارتے ہیں۔

ٹے دیکھئے البدایۃ والنہایۃ ۱۲ : ۷۹

امام ابن قیم نے بھی نقل کیا ہے۔ دیکھئے اغاثۃ اللھفان ۱ : ۲۴۶

تو اگر کوئی شخص یہ کہے کہ امام شافعیؒ آلاتِ طرب و غنا کے جواز کا فتویٰ دیتے تھے، جیسا کہ بعض بہتان بازوں نے کسی کتاب اور اس کا صفحہ بتائے بغیر جھوٹ کہا ہے، تو ایسے افترا باندھنے والے سے ہم کہیں گے کہ امام شافعیؒ کے نظریات و خیالات کو تم زیادہ جانتے ہو یا ان کے نامور و جلیل القدر پیروکار؟ ان کے پیرو تو یہ لکھ گئے ہیں کہ امام صاحب راگ و ساز کے حرام ہونے کا فتویٰ دیتے تھے۔ اور خود امام صاحب نے کتاب الام میں، جیسا کہ پہلے گزرا، یہی لکھا ہے کہ راگ و ساز حرام ہیں۔

امام احمد بن حنبلؒ کا فتویٰ

علامہ ابن القیم کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ حنبلی تھے۔ وہ اپنی شہرۂ آفاق کتاب جس کے آپ نے جابجا حوالہ جات پڑھے یعنی اغاثۃ اللھفان، علامہ صاحب نے اس کتاب میں چالیس صفحات سے اوپر راگ و ساز کی حرمت پر کتاب و سُنّت کے علاوہ ائمہ دین اور فقہائے اسلام کے اقوال جمع کئے ہیں۔ اس سلسلہ میں انہوں نے اپنے امام کا فتویٰ بھی درج فرمایا ہے۔ علامہ طرطوشیؒ کی عبارت نقل کرتے ہیں :

واما مذهب الامام احمد فقال عبد الله ابنه: سألت ابى عن الغناء؟ فقال: الغناء ينبت النفاق فى القلب، لا يعجبنى ثم ذكر قول مالك: انما يفعله عندنا الفساق.

اغاثۃ ۱ : ۲۴۸

اور امام احمد کا مذہب یہ ہے کہ ان کے بیٹے عبداللہ نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے راگ کی بابت پوچھا تو بولے کہ راگ دِل میں نفاق پیدا کرتا ہے۔ مجھے اچھا نہیں لگتا۔ پھر انہوں نے امام مالکؒ کا قول ذکر کیا کہ یہ کام ہمارے ہاں بدعمل لوگ کرتے ہیں۔

علامہ طرطوشیؒ نے مزید لکھا،

ونص على كسر الات اللهو

اور اگر راگ کے آلات ننگے پڑے ہوں

کالطنبور وغیرہ اذا رآھا مکشوفۃ وامکنہ کسرھا۔ ایضا

مثلاً تنبورہ وغیرہ۔ اور انہیں توڑنا آسان ہو تو امام احمد کا کہنا ہے کہ انہیں توڑ دیا جائے۔

مزید برآں علامہ طرطوشیؒ نے وہ روایت بھی نقل کی ہے جو پیچھے گزری جس میں یہ ذکر ہے کہ ان سے اس لونڈی کے بارے میں پوچھا گیا جو یتیموں کو ترکے میں ملی ہے اور بہترین گلوکارہ ہے تو انہوں نے یہ حکم دیا کہ اسے گلوکارہ کا نام لے کر نہیں، عام لونڈی کے طور پر بیچا جائے خواہ کتنا ہی خسارہ کیوں نہ اٹھانا پڑے۔

آواز و ساز شیعہ محدثین کی نظر میں

اب تک ہم نے جو کچھ پیش کیا ہے وہ اہلِ سنت والجماعت کی تفاسیر، احادیث اور علماء و فقہاء کے حوالے سے لکھا ہے۔ اہلِ سنت سے مراد اہلِ حدیث، ظاہری، حنفی، شافعیؒ، مالکیؒ اور حنبلیؒ ہیں۔ اب ہم اپنے مسلم برادران شیعہ اہلِ علم کا نکتۂ نظر پیش کرتے ہیں کہ وہ بھی حرمت آواز و ساز پر اپنے بھائیوں سُنّیوں سے متفق ہیں اور مقصد صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حجت تمام ہو، اسلام کا حکم معلوم اور شیطان کا دام ہم رنگ زمین واضح ہو جائے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

اس کے علاوہ آپ کو ایک جھلک اس بات کی بھی نظر آجائے گی کہ قرونِ اولیٰ میں سُنّی شیعہ میں وہ فاصلے نہیں تھے جو آج ہیں۔ اور وہ ہیں دشمنانِ اسلام کے پیدا کئے ہوئے۔ گئے وقتوں میں ایک دوسرے سے بیٹھنا اٹھنا، استادی شاگردی اور مراسم و تعلقات تھے۔ امام جعفر صادقؒ علیہ السلام کے سامنے امام مالک زانوئے تلمذ تہ کرتے نظر آتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ ان سے استفادہ کرتے دکھائی دیتے ہیں امام شعبہ ان کے حضور بیٹھے نظر آتے ہیں، سفیان بن عینیہ اور سفیان ثوری ان کے آگے شاگرد بنے بیٹھے ہیں۔ اور یہ سب اہلِ سُنّت کی آنکھوں کے تارے ہیں۔ اور امام جعفر علیہ السلام حضرت عائشہؓ کے بھانجے حضرت عروہ کے شاگرد ہیں، حضرت عائشہؓ کے بھتیجے اور

حضرت ابوبکرؓ کے پوتے حضرت قاسم سے حدیث پڑھتے ہیں، حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ کے غلام اور شاگرد حضرت نافع کے سامنے طالب علم بن کر بیٹھتے ہیں۔ یہ کہانی بہت لمبی ہے۔ وہ دلوں میں ایک دوسرے کی محبتیں پالتے تھے۔ ہم نفرتیں اچھالتے ہیں۔ وہ باہم شیر و شکر رہتے تھے۔ ہم ایک دوسرے کے خلاف تیر و تبرا اٹھاتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے کی بلائیں لیتے تھے۔ ہم بددعائیں دیتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے پر سلام بھیجتے تھے۔ ہم تبرا کرتے ہیں۔ فیصلہ کرنا آسان ہے کہ وہ ہدایت پر تھے یا ہم۔

اب آپ شیعہ کی ایسی ہی معتبر تفسیر و حدیث کے حوالے سنئے جیسے سُنّیوں میں ابن جریر، ابن کثیر، بخاری، ابوداؤد اور ترمذی وغیرہ ہیں۔ پھر اندازہ کیجئے کہ تفسیر کس قدر ہم آہنگ ہے اور حدیث کس درجہ ہم رنگ اور فقہاء کے اقوال و آراء کتنے ایک دوسرے سے ملتے جلتے۔

قرآن حکیم کی شیعہ تفسیر مجمع البیان میں سورہ لقمان کی آیت نمبر ۶ جو کہ کتاب کے شروع میں گزری ہے، کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

وقیل نزل فی رجل اشتری	اور کہا گیا کہ یہ آیت اس شخص کی بابت
جاریة تغنیه لیلا و نهارا	نازل ہوئی جس نے ایک لونڈی خریدی
عن ابن عباس۔ و یؤیده مارواه	جو اُسے دن رات گانا سناتی تھی۔ ابن
ابو امامة عن النبی صلی الله	عباس سے۔ اور اس کی تائید حضرت ابوامامہؓ
علیه واله وسلم لایحل	کی روایت کرتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا
تعلیم المغنیات ولا بیعهن	"گلوکاراؤں کو نہ تو سکھانا جائز ہے نہ بیچنا
و اثمانهن حرام۔ و قد نزل	اور ان کی قیمت حرام ہے۔ اور اس کی
تصدیق ذلك فی کتاب الله تعالیٰ	تصدیق قرآن پاک میں نازل ہوئی ومن
ومن الناس من یشتری الایة	الناس من یشتری الایۃ۔ اور اس کی قسم
والذی نفسی بیده ما رفع	جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ جب
رجل عقیرته یتغنی الا ارتدفه	بھی کوئی شخص گانے کے لئے اپنی آواز بلند

شیطانان یضربان ارجلھما علی صدرہ و ظہرہ حتی یسکت۔	کرتا ہے دو شیطان اس پر سوار ہو جاتے ہیں اور جب تک (گانے سے) چپ نہیں
جلد ۴ صفحہ ۳۱۳ منشورات آیۃ اللہ العظمی المرعشی النجفی قم۔ ایران	ہو جاتا وہ اپنے پاؤں اس کے سینے اور پیٹھ پر مارتے ہیں۔"

مجمع البیان والے نے یہ آیت کا شان نزول بتایا ہے۔ اس کے بعد آیت کی تفسیر کرتے ہوئے ایک حدیث نقل کرتے ہیں۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم من ملأ مسامعہ من غناء لم یؤذن لہ ان یسمع صوت الروحانیین یوم القیامۃ، قیل وما الروحانیون یا رسول اللہ؟ قال قراء اھل الجنۃ۔	حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جس نے گانوں سے سمع نوازی کی اسے قیامت کے دن روحانیوں کی (روح پرور) آواز سے محرومی اٹھانا پڑے گی" سوال ہوا "یارسول اللہ روحانی کون ہیں؟ فرمایا "جنت کے قاری"۔

جلد ۴ صفحہ ۳۱۴

اس تفسیر اور اس ضمن میں مندرج احادیث کو پیچھے گزرنے والی احادیث سے ملا کر دیکھئے کہ کس درجہ ہم رنگ و ہم آہنگ ہیں۔

دوسری جگہ مجمع البیان میں اس طرح ہے:

وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ (بنی اسرائیل - ٦١)	اور جس پر تیرا بس چلے اسے اپنی آواز سے ابھار لے۔
ای بالغناء والمزامیر والملاھی	اپنی آواز سے یعنی گانوں اور مزامیر سے

الکافی شیعہ مکتبِ فکر میں وہی درجہ رکھتی ہے جو اہلِ سُنّت کے ہاں بخاری کا ہے۔ الکافی میں ہے:

عن ابی بصیر قال سألت اباجعفر	ابوبصیر سے مروی ہے کہ میں نے ابوجعفر

عن كسب المغنيات فقال التي يدخل عليها الرجال حرام والتي تدعى الى الاعراس ليس به بأس وهو قول الله عز وجل، وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللهِ.

الفروع من الكافی ۵ : ۱۱۹

(امام محمد باقرؒ) سے گلوکاراؤں کی کمائی کی بابت پوچھا تو فرمایا " جن گلوکارہ کے پاس مرد جاتے ہیں وہ تو حرام ہے۔ اور جو شادیوں بیاہوں میں بلائی جائے اس میں کوئی قباحت نہیں۔ اور اسی کے بارے میں قرآن حکیم میں ہے کہ لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو راگ گانا خریدتے ہیں تاکہ اللہ کی راہ سے گمراہ کر دیں۔"

الاستبصار ۱۳ ۶۲ نمبر روایت ۲۰۷

دار الکتب الاسلامیہ تہران۔ بازار سلطانی۔ (دونوں کتابوں کا ایک ہی ناشر ہے)

امام واجب الاحترام علیؑ بن موسیٰؑ بن جعفرؑ بن محمدؑ بن علیؑ بن حسینؑ بن علیؑ بن ابی طالب کی کنیت ابوالحسن تھی اور لقب رضا۔ ان سے روایت ہے:

سئل ابو الحسن الرضا عن شراء المغنية فقال: قد تكون للرجل الجارية تلهيه وما ثمنها الا ثمن كلب وثمن كلب سحت والسحت في النار.

الفروع من الکافی ۵ : ۱۲۰

الاستبصار ۳ : ۶۱

ابو الحسن رضا سے گلوکارہ خریدنے کی بابت پوچھا گیا تو فرمایا " کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک مرد کی ایسی لونڈی ہوتی ہے جو اسے (دین سے) غافل کر دیتی ہے۔ اس کی قیمت ایسی ہی ہے جیسی کُتے کی قیمت، اور کُتے کی قیمت حرام ہے، اور حرام (رزق) کا ٹھکانہ دوزخ۔

گانے اور باجے حرام ہونے کے سلسلے میں امام المسلمین ابو عبداللہ جعفر صادق علیہ السلام کا بھی فرمان سنئے،

عن ابي عبد الله سأله رجل عن بيع الجواري المغنيات

حضرت ابو عبداللہؑ سے کسی نے گلوکارہ لونڈیاں خریدنے کی بابت پوچھا تو فرمایا

نقال شراءهن و بیعهن حرام و تعلیمهن کفر و استماعهن نفاق.

"انہیں خریدنا بھی حرام ہے اور بیچنا بھی اور انہیں (گانے باجے کی) تعلیم دینا کفر اور انہیں سننا نفاق ہے۔

الفروع من الکافی ۵: ۱۲۰، الاستبصار ۳: ۶۱ روایت نمبر ۲۰۱

اسی امام عالی مقام کا ارشاد ہے:

المغنیة ملعونة و ملعون من اکل کسبها.

گلوکارہ پر بھی (اللہ تعالیٰ کی) لعنت ہے اور اس پر بھی جو اس کی آمدنی کھاتا ہے۔

الفروع من الکافی ۵: ۱۲۰، الاستبصار ۳: ۶۱ روایت نمبر ۲۰۳

اور شیعہ مکتبِ فکر کی مشہور و معروف کتاب من لایحضرہ الفقیہ میں ہے:

وروی ان اجر المغنی والمغنیة سحت.

اور روایت ہے کہ گلوکارہ کی مزدوری حرام ہے۔

جلد ۳ صفحہ ۱۷۲ دارالکتب الاسلامیہ تہران بازار سلطانی

من لایحضرہ الفقیہ سے پہلے جو آثار و اخبار بحوالہ الاستبصار تحریر میں آئے ہیں ان پر تبصرہ کرتے ہوئے الاستبصار والے لکھتے ہیں:

فالوجه فی هذه الاخبار الرخصة فیمن لا تتکلم بالاباطیل ولا تلعب بالملاهی من العیدان واشباهها ولا بالقصب وغیره بل تکون ممن تزف العروس وتتکلم عندها بانشاد الشعر والقول البعید من الفحش، فاما من عدا هؤلاء ممن یتغنین بسائر انواع الملاهی فلا یجوز علی

مطلب یہ ہے کہ ان آثار کی بنا پر صرف اس عورت کو اجازت ہے جو بے ہودہ باتیں نہ کرے، مزامیر مثلاً بربط وغیرہ اور بانسری وغیرہ نہ بجائے، بلکہ دلہن کا بناؤ سنگار کرے اور (خوشی کے) وہ گیت گائے اور باتیں کرے جن میں فحاشی نہ ہو مگر جو عورتیں ان (مذکورہ بالا) احکامات سے تجاوز کر کے ہر قسم کے مزامیر بجا کر گائیں تو یہ کسی بھی صورت میں روا نہیں،

حال سواء کان فی العرائس اوغیرھا   شادی کا موقع ہو یا کوئی دوسرا۔

الاستبصار ۳ : ۶۲

اب یہ دلائل سامنے آنے کے بعد بھی، یعنی قرآن پاک، حدیثِ رسولؐ، اخبار اہلِ بیت، اقوالِ صحابہ اور سُنی شیعہ علماء و فقہاء کی کتابوں اور ان کے فتاویٰ کے بعد بھی کوئی مسلمان شک کرے گا کہ آج کے فحاشی سے لبریز گانے، طرح طرح کے ساز باجے، وہ ٹیپ ریکارڈر اور وی سی آر کی کیسٹیں جن میں مندرجہ بالا تمام قباحتیں کُوٹ کُوٹ کر بھری ہوتی ہیں اور مزامیر والی قوالیاں قطعاً حرام ہیں؟

حرفِ آخر

پچھلے صفحات پر ساز و آواز کی مذمت میں جتنی آیات و احادیث گزری ہیں وہ سبھی ہمارے اس قسم کے ٹی وی پروگراموں پر چسپاں ہوتی ہیں۔ گویا آج مطرب و مغنی اور نے نواز کی ضرورت نہیں۔ بس گھر میں ٹیلیویژن، وی سی آر اور اس کی کیسٹیں رکھ لینا کافی ہیں۔ اور اتنے وسائل نہیں تو ٹیپ ریکارڈر اور اس کی کیسٹیں مہیا کر لیجئے اور ریڈیو رکھ لیجئے۔ ان میں تصویر کی کمی ہے جسے آپ سینما گھر جاکر پورا کر سکتے ہیں، غرضیکہ گھر میں اس طرح کی چیزیں رکھنا، خود بھی پروگرام دیکھنا اور بچوں کو بھی اس کی تربیت دینا اللہ سبحانہٗ کے عذاب کو دعوت دینا ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اسلامی مکاتبِ فکر کے فقہا کا اتفاق ہے   والباطل کلہ۔

رنگ و بُو کے دیوانو سُنو!

■ دنیا کی یہ دلفریبیاں ہمیشہ نہیں رہیں گی،

■ جوانی کی یہ بہاریں سدا ساتھ نہ دیں گی!

ایک وقت آئے گا کہ جب،

■ اُٹھتے ہوئے یہ ہاتھ ڈھلک جائیں گے،

■ یہ چمکتی آنکھیں پتھرا کر چڑھنے لگیں گی!

اُس وقت،

□ یہ ڈگریاں و سرٹیفکیٹس، یہ دوست و احباب کام نہ آئیں گے

□ اس وقت کی جیت ______ ہمیشہ کی جیت ہوگی۔

اور

□ اس وقت کی ہار ______ ہمیشہ کی ہار ہوگی۔

لہٰذا اُس وقت کے آنے سے پہلے سمجھ لو کہ،

دنیا کی بربادی اور آخرت کی رسوائی سے بچنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے اور یہ ہمارا نہیں بلکہ ہمارے اور تمہارے مالک کا بتایا ہوا طریقہ ہے

"زمانے کی قسم! درحقیقت انسان سخت خسارے میں ہے۔ سوائے اُن (لوگوں) کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق کی تلقین و صبر کی نصیحت کرتے رہے۔"

تو! اے لوگو!!

ایمان لے آؤ اللہ پر، جیسا کہ ایمان لانے کا حق ہے۔

کہ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں، صرف وہی داتا، دستگیر، غوث اور مشکل کشا ہے، نذر و نیاز، نعرے و پکار، غرض سارے مراسمِ عبودیت کا وہی ایک مستحق ہے اور اس کا کوئی شریک و سہیم نہیں۔

پھر ایمان لے آؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، جیسا کہ ایمان لانے کا حق ہے،

□ کہ وہ اللہ کے آخری نبی، خاتم المعصومین اور افضل البشر ہیں۔

□ وہی ہمارے رہبر و رہنما، وہی قائدِ اعلیٰ و قائدِ اعظم ہیں۔

بس ان کی ہر بات لازم اور ہر سنت سندِ آخر ہے، ہر بدعت گمراہی اور قابلِ نفرت ہے۔

ہماری [illegible] کتاب اللہ اور سنتِ رسولؐ قیامت تک کیلئے کافی ہے۔

ہمارا کسی [illegible] سے کوئی تعلق نہیں، ہم صرف اور صرف مومن مسلم ہیں اور ہر دور [illegible] قرآن پر الٰہ واحد کا کلمہ [illegible] بلند کرنے کے متمنی ہیں۔

□ ہے کوئی ایسا جو **شرک** کو مٹانے اور **توحیدِ خالص** کو پھیلانے کے لئے ہمارا ساتھ دینے پر تیار ہو ___ ؟